الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد 15 | جمعۃ المبارک 05/دسمبر 2008ء | 06/ذوالحجہ 1429 ہجری قمری ❁ 05/فتح 1387 ہجری شمسی | شمارہ 49

رات کا آخری حصہ

حضرت عمرو بن عبسہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ رات کے آخری حصے میں بندہ کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ پس اگر تم اس گھڑی اللہ کا ذکر کرنے والوں میں سے بن سکو تو ضرور بنو۔

(جامع ترمذی کتاب الدعوات فی دعاء الضیف۔ حدیث نمبر 3503)

ارشادات عالیہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

لوگ نمازوں میں غافل اور سست اس لئے ہوتے ہیں کہ ان کو اس لذت اور سرور سے اطلاع نہیں جو اللہ تعالیٰ نے نماز کے اندر رکھا ہے۔

خدا تعالیٰ سے نہایت سوز اور ایک جوش کے ساتھ یہ دعا مانگنی چاہئے کہ جس طرح پھلوں اور اشیاء کی طرح طرح کی لذتیں عطا کی ہیں۔ نماز اور عبادت کا بھی ایک بار مزہ چکھادے۔

’’مَیں دیکھتا ہوں کہ لوگ نمازوں میں غافل اور سست اس لئے ہوتے ہیں کہ ان کو اس لذت اور سرور سے اطلاع نہیں جو اللہ تعالیٰ نے نماز کے اندر رکھا ہے اور بڑی بھاری وجہ اس کی یہی ہے۔ پھر شہروں اور گاؤں میں تو اور بھی سستی اور غفلت ہوتی ہے۔ سو پچاسواں حصہ بھی تو پوری مستعدی اور سچی محبت سے اپنے مولا حقیقی کے حضور سر نہیں جھکاتا۔ پھر سوال یہی پیدا ہوتا ہے کہ کیوں ان کو اس لذت کی اطلاع نہیں اور نہ کبھی انہوں نے اس مزہ کو چکھا اور مذاہب میں ایسے احکام نہیں ہیں۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ہم اپنے کاموں میں مبتلا ہوتے ہیں اور مؤذن اذان دے دیتا ہے پھر وہ سننا بھی نہیں چاہتے، گویا اُن کے دل دُکھتے ہیں۔ یہ لوگ بہت ہی قابل رحم ہیں۔ بعض لوگ یہاں بھی ایسے ہیں کہ ان کی دکانیں دیکھو تو مسجدوں کے نیچے ہیں مگر کبھی جا کر کھڑے بھی تو نہیں ہوتے۔ پس مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ سے نہایت سوز اور ایک جوش کے ساتھ یہ دعا مانگنی چاہئے کہ جس طرح پھلوں اور اشیاء کی طرح طرح کی لذتیں عطا کی ہیں نماز اور عبادت کا بھی ایک بار مزہ چکھادے۔ کھایا ہوا یاد رہتا ہے۔ دیکھو اگر کوئی شخص کسی خوبصورت کو ایک سرور کے ساتھ دیکھتا ہے تو وہ اسے خوب یاد رہتا ہے اور پھر اگر کسی بدشکل اور مکروہ ہیئت کو دیکھتا ہے تو اس کی ساری حالت بہ اعتبار اس کے مجسم ہو کر سامنے آجاتی ہے۔ ہاں اگر کوئی تعلق نہ ہو تو کچھ یاد نہیں رہتا۔ اسی طرح بے نمازوں کے نزدیک نماز ایک تاوان ہے کہ ناحق صبح اٹھ کر سردی میں وضو کر کے خوابِ راحت چھوڑ کر، کئی قسم کی آسائشوں کو کھو کر پڑھنی پڑتی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اسے بیزاری ہے وہ اس کو سمجھ نہیں سکتا۔ اس لذت اور راحت سے جو نماز میں ہے اس کو اطلاع نہیں ہے پھر نماز میں لذت کیونکر حاصل ہو۔‘‘ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 103-104۔ جدید ایڈیشن)

صد سالہ خلافت جوبلی تقریبات کے سلسلہ میں امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورۂ جرمنی 2008ء کی مختصر جھلکیاں

ہماری اس مسجد سے انسانیت سے محبت، انصاف اور امن کے سوا اور کوئی آواز بلند نہیں ہوگی۔ یقین رکھیں کہ ’’محبت سب کے لئے، نفرت کسی سے نہیں‘‘ ہی ہمارا لائحہ عمل اور نعرہ ہے۔

یہ اس لئے کہ احمدی ایک ہاتھ پر جمع ہیں اور خلیفۂ وقت ہر وقت جماعت کو متوجہ کرتا رہتا ہے کہ خدا اور اس کی مخلوق سے محبت کریں تا دنیا امن سے بھر جائے۔

اسلام طاقت اور تلوار کا محتاج نہیں ہے۔ اسلام کے سارے فرقوں میں صرف احمدیت ہی ہے جو اسلام کی اصل تصویر پیش کرتی ہے۔

(مسجد خدیجہ برلن کے افتتاح کے موقع پر منعقدہ استقبالیہ تقریب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا بصیرت افروز خطاب)

جہاد کی حقیقت اور اسلام کی امن و انصاف کی تعلیم کا پُر اثر تذکرہ۔

ٹی وی انٹرویو۔ استقبالیہ تقریب میں جرمن پارلیمنٹ کے نائب صدر اور متعدد اہم سرکاری شخصیات کی شمولیت اور مسجد کی تعمیر پر نیک تمناؤں کا اظہار۔ مہمانوں کی حضور انور کے خطاب میں گہری دلچسپی اور مسجد کی تعمیر پر دلی مبارکباد پر مشتمل تأثرات

(رپورٹ مرتبہ :عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر)

16/اکتوبر 2008ء بروز جمعرات:

صبح سوا چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ’’مسجد خدیجہ‘‘ برلن میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

دو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد خدیجہ میں تشریف لاکر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

ٹی وی انٹرویوز

سوا پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے جہاں جرمنی کے نیشنل ٹی وی ZDF،

ریجنل ٹی وی RBB اور ریڈیو برلن (Berlin) کے جرنلسٹ اور نمائندگان نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا انٹرویو لیا۔

ایک نمائندہ نے سوال کیا کہ آپ کی مسجد کی کیوں اہمیت ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

"ہم تمام جرمنی میں مساجد بنا رہے ہیں۔ لیکن مشرقی یورپ میں ہماری یہ پہلی Purpose built مسجد ہے۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہمیں یہاں مسجد کی تعمیر کی توفیق مل رہی ہے۔ امید ہے کہ اس کے بعد اس علاقے میں مزید مساجد کی تعمیر ہوگی۔ مساجد کی تعمیر بہت ضروری ہے کیونکہ ان میں ہم اکٹھے ہو کر ایک خدا کی عبادت کرتے ہیں۔ ایک اور بات جو میں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ کسی کو بھی اس مسجد سے خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔"

ٹی وی نمائندہ کے ایک سوال کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ لوگ جرمنی میں ۱۰۰/مساجد بنانا چاہتے ہیں؟ کے جواب میں حضور انور نے فرمایا:

"یہ کم سے کم تعداد ہے۔ ۱۰۰/مساجد بھی ہماری ضرورت پورا نہیں کرسکتیں۔ جب ایک دفعہ یہ ٹارگٹ پورا ہو جائے گا تو ہمیں مختلف علاقوں میں اپنی جماعت کے لئے مزید مساجد بنانے کی ضرورت پڑے گی۔ مساجد ہمارے لئے بنیادی اہمیت رکھتی ہیں کیونکہ یہ ہماری وحدت کا Symbol ہیں۔ ان کی تعمیر سے ہمارے مذہب کا ایک بنیادی حکم پورا ہوتا ہے جو کہ آپس میں اکٹھے ہونے کا ہے"۔

ایک نمائندہ نے سوال کیا کہ یہاں کے مقامی افراد کو جماعت کی اس مسجد کی تعمیر کے بارے میں اعتراض ہے۔ آپ ان کے خدشات کو کیسے دور کریں گے؟

اس کے جواب میں حضور انور نے فرمایا: جب گزشتہ دفعہ مَیں یہاں آیا تھا تو مَیں نے کہا تھا کہ ایک دفعہ جب مسجد کی تعمیر ہو جائے گی تو آپ کے تمام خدشات دور ہو جائیں گے۔ جب تک آپ کسی کے ساتھ نہیں رہتے آپ کو یہ پتہ نہیں لگ سکتا کہ وہ کیسا آدمی ہے۔ ہمارا ایک کل وقتی مبلغ یہاں رہے گا اور ہمارے نیشنل امیر بھی یہاں باقاعدہ آئیں گے۔ مجھے امید ہے کہ مَیں بھی گاہے بگاہے یہاں آتا رہوں گا۔ تب ہمارے ہمسائے ہمارے رویہ اور میل جول کے متعلق جان سکیں گے۔ انشاء اللہ یہ خدشات جلد دور ہو جائیں گے۔

ایک سوال یہ ہوا کہ آپ کا نصب العین محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں ہے لیکن بعض لوگ اس بارے میں شبہات کا شکار ہیں۔ آپ اس بارے میں کیا کہیں گے؟

حضور انور ایدہ اللہ نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا: کوئی بھی شبہ یا خدشہ کسی بنیاد پر ہونا چاہئے۔ اگر ان کو تعصب ہے تو یہ ان کے فردی تعلقات کی وجہ سے ہوگا مگر ہماری جماعت سے کبھی بھی ان کو کوئی خدشہ نہیں پیدا ہوسکتا۔ یہ محض اللہ کا فضل ہے کہ جہاں کہیں بھی ہمارے بارے میں خدشات ہوتے ہیں وہ جلد دور ہو جاتے ہیں۔

انٹرویو کا یہ پروگرام ساڑھے پانچ بجے تک جاری رہا۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔

جرمن پارلیمنٹ کے نائب صدر و وزیر برائے بہبود و سوشل ویلفیئر کی حضور انور سے ملاقات

چھ بج کر بیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دوبارہ اپنے دفتر تشریف لائے جہاں نائب صدر جرمن پارلیمنٹ Hon. Wolfgang Theirse، وزیر برائے بہبود و سوشل ویلفیئر صوبہ برلن Hon.Heidi Knake Werner اور Panko Berlin کے میئر نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔

ملاقات میں ان مہمانوں نے اپنا تعارف کروایا اور وزیر برائے بہبود و سوشل ویلفیئر نے اپنے کام اور شعبہ کی تفصیل بتائی۔ حضور انور نے نائب صدر پارلیمنٹ اور میئر سے گفتگو فرمائی۔ ملاقات کا یہ پروگرام چھ بج کر 35 منٹ تک جاری رہا۔

افتتاحی تقریب عشائیہ

آج مسجد خدیجہ کی ایک افتتاحی تقریب کے تحت مسجد کے دونوں ہالز اور مسجد کے احاطہ میں ایک تقریب عشائیہ (VIP Reception) کا انتظام کیا تھا جس میں بہت بڑی تعداد میں معزز مہمانوں نے شرکت کی۔ ان مہمانوں میں وائس پریذیڈنٹ جرمن پارلیمنٹ، وزیر برائے بہبود و سوشل ویلفیئر صوبہ برلن، Panko Berlin کے میئر، سیاسی پارٹی SPD کے نائب صدر، صوبائی وزیر اعلیٰ برلن کی نمائندہ خاتون، صوبائی وزیر برائے امیگریشن، چودہ ممبران نیشنل و قومی اسمبلی، عیسائی، یہودی، سکھ ازم اور مسلمان تنظیموں کے سربراہان، مختلف سفارتکار، جرنلسٹس، پروفیسرز، ٹیچرز اور اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد شامل تھے۔

چھ بج کر چالیس منٹ پر پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ ساجد نسیم صاحب مبلغ سلسلہ نے تلاوت قرآن کریم کی جس کا جرمن ترجمہ مکرم ہدایت اللہ صاحب ہبش نے پیش کیا۔

بعد ازاں نیشنل سیکرٹری امور خارجہ نے آج کی اس تقریب اور پروگرام کا مختصر تعارف پیش کیا جس کے بعد بچیوں کے ایک گروپ نے کورس کی صورت میں جرمن زبان میں ترنم کے ساتھ مکرم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب کی دو نظمیں پیش کیں۔ ان دونوں نظموں کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

(1)

مسجد برف سے زیادہ سفید......

مسجد! جہاں امن و سکوں ملتا ہے۔
اور نفرت کی آگ بجھ جاتی ہے۔
یہاں ہم خدا کی تلاش کرتے ہیں
اور انہیں دعائیں دیتے ہیں جو ہمیں کوستے ہیں
اے مسجد، برف سے بھی زیادہ سفید
تری شادابی سبزہ زاروں سے بڑھ کر ہے
یہاں خدا کا نور چمکتا ہے
اس کے لئے جو عبادت میں تڑپتا ہے
یہاں دلوں میں قرآں اترتا ہے
اور شیطان کی دنیا فرار ہو جاتی ہے۔
مسجد، تری شادابی سبزہ زاروں سے بڑھ کر ہے
تو جھیلوں سے بھی زیادہ نیلگوں ہے
یہاں محبت کا سماں ہوگا
جب ہم خدا کے اطاعت گزار ہوں گے
یہاں وہ بہشت ہے،
جس کی نبی کریم ﷺ نے خوش خبری دی
مسجد، کہ جھیلوں سے بھی زیادہ نیلگوں ہے

(2)

لوگو جھگڑو نہیں!

(یہ نظم مخالفت کرنے والوں کو مدنظر رکھ کر لکھی گئی ہے)

لوگو جھگڑو نہیں، جھگڑو نہیں
کچھ تو عاقبت کی فکر کرو
کیا تم امن میں نہیں رہنا چاہتے
کیا محبت نہیں پھیلانا چاہتے
لوگو جھگڑو نہیں، جھگڑو نہیں!
خود کو عبادت کے نور کا تحفہ دو
خدارا، بھائی بھائی بن جاؤ
دوستی کو مت بھلاؤ
لوگو جھگڑو نہیں، جھگڑو نہیں!
ایسے چلانا مسلمان کو زیب نہیں دیتا
خود کو سنبھالو، خواہ مشکل ہی لگے
وہی کہو جس سے خدا خوش ہو
لوگو جھگڑو نہیں، جھگڑو نہیں!
حسن تو ضبط نفس میں ہے
صبر کرو، بے قابو نہ ہو جاؤ
کیا تمہیں عارف بالنفس نہیں بننا؟
لوگو جھگڑو نہیں، جھگڑو نہیں!
تا کہ خدا کی رسّی نہ ٹوٹے
قرآن کو سنو، جو تمہیں دیا گیا ہے
فرشتوں کی سنو اور "سلام" کہہ دو!

بعد ازاں مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت احمدیہ جرمنی نے اپنے تعارفی ایڈریس میں جماعت احمدیہ جرمنی کی مختصر تاریخ پیش کی۔ آپ نے بتایا کہ جرمنی میں جماعت کی تاریخ کا آغاز مبلغین کی آمد سے ہوا۔ جو 1920ء کی دہائی کے شروع میں جرمنی تشریف لائے۔ اسی زمانہ میں برلن میں مسجد کی تعمیر کی تحریک کی گئی اور خواتین سے کہا گیا کہ وہ اس مسجد کے لئے چندہ دیں۔ لیکن یہ اس وقت کے عالمی بحران کی بنا پر تعمیر نہ ہوسکی۔ 1954ء میں جرمن زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ شائع کیا گیا۔ مکرم امیر صاحب نے اپنی تقریر میں آنے والے مہمانوں سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا تعارف بھی کروایا۔

مکرم امیر صاحب جرمنی کے ایڈریس کے بعد پروگرام کے مطابق جرمن پارلیمنٹ کے وائس پریذیڈنٹ یعنی ڈپٹی سپیکر Dr. Wolf Gang Thierse نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔

موصوف نے کہا کہ مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں اختلافات اور تعصّبات روا رکھے گئے۔ لیکن اس مسجد کے مکمل ہونے کے بعد یہ ایک خوشکن امر ہے کہ یہاں معمول کی زندگی واپس لوٹ آئے گی۔ مسجد کی تعمیر اس لئے ممکن ہوئی کیونکہ جرمنی ایک ایسا ملک ہے جہاں قانون کی بالادستی ہے اور یہاں سب کو مذہبی آزادی حاصل ہے۔ مذہبی آزادی کا قانون نہ صرف بڑے مذاہب کے لئے ہے بلکہ چھوٹی جماعتوں کو بھی یہ حق یکساں طور پر حاصل ہے۔ اسی طرح انہوں نے کہا کہ جس طرح جرمنی میں مختلف مذاہب کو عبادتگاہیں بنانے کا حق ہے۔ اسی طرح مسلمان ملکوں میں بھی مذہبی آزادی دی جانی چاہئے۔ موصوف نے مسجد کے لئے خدا تعالیٰ کی برکت کی اور ہمسایوں کے ساتھ بہترین تعلقات کی خواہش کا اظہار کیا۔

اس کے بعد برلن انٹیگریشن کی سینیٹر Mrs. Heidi Knaacke-Warner نے تقریر کی۔ انہوں نے کہا کہ مسجد کے افتتاح سے قبل سب کو ایک تکلیف دہ عمل سے گزرنا پڑا ہے۔ لیکن یہ خوشی کی بات ہے کہ مخالفت کے باوجود مسجد کی تعمیر کا کام مستقل مزاجی سے جاری رہا اور پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ موصوفہ نے اس امر کی تعریف کی کہ جماعت احمدیہ ایک ایسی جماعت ہے جو گفتگو اور ڈائیلاگ پہ آمادہ رہتی ہے۔ اور اس بات کو سراہا کہ جماعت نے مخالفت کی وجہ سے ہمت نہیں ہاری۔ انہوں نے کہا کہ مسجد انٹیگریشن کے عمل کو مزید فروغ دے گی۔ مسجد ایک ڈائیلاگ کا مرکز ہوگی۔ اسی طرح ثقافتی اور دیگر امور میں تبادلۂ خیال ممکن ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ وہ کشادہ ذہنی اور رواداری کے حق میں ہیں کیونکہ اس سے ڈائیلاگ ترقی کرتا ہے۔

مہمانوں میں سے آخری تقریر علاقہ کے میئر Mr.Mathias Kohne نے کی۔ انہوں نے اپنی تقریر میں کہا کہ ہر شخص دیکھ سکتا ہے کہ مسجد طاقت اور حکومت کی علامت نہیں ہے بلکہ یہ ایک دیدہ زیب عمارت ہے اور علاقہ کی خوبصورتی میں اضافہ کا باعث ہے۔ انہوں نے مسجد بنانے پر شکریہ ادا کیا اور کہا کہ اگر کسی وجہ سے یہ مسجد یہاں نہ بنتی تو انہیں دکھ ہوتا۔ لیکن شاید علاقہ کے لوگ ذہنی طور پر مسجد کی تعمیر کے لئے تیار نہیں تھے۔ بہت سی افواہیں اور تعصّبات کو پھیلایا گیا ہے۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ اگر 11/ستمبر والا واقعہ نہ ہوتا تو مسجد کی تاریخ ایک مختلف رخ اختیار کرتی۔ آخر میں انہوں نے اس امید کا اظہار کیا کہ اب زندگی معمول پر آجائے گی اور اس بات کا خیر مقدم کیا کہ مسجد کے دروازے سب کے لئے کھلے ہیں۔

بعد ازاں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حاضرین سے خطاب فرمایا۔

خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

حضور انور یدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے تشہد و تعوذ کے بعد فرمایا:

سب سے پہلے مَیں آپ سب مہمانوں کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جو باوجود اپنی مصروف زندگی کے اس فنکشن میں شرکت کے لئے تشریف لائے۔ خاص طور پر اس لئے بھی کہ آج کا دن کام کا دن ہے اور ویک اینڈ نہیں ہے اور آپ میں سے کافی اپنے کام کی مصروفیت کی جہ سے تھکے ہوئے ہوں گے۔ مزید برآں میرے دل میں جذبات تشکر آپ سب کے لئے ہیں کیونکہ آپ باوجود اختلافات کے اس مسجد میں تشریف لائے۔ اس علاقہ میں ہمارے مخالفین نے مظاہرے کئے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ نے بڑی جرأت کا مظاہرہ کیا اور تکلیف اٹھا کر یہاں آئے اور ہمیں سپورٹ کیا۔ خاص طور پر مَیں اس علاقہ کے میئر صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ یہ ایک حقیقت کا اظہار ہے کہ ایک طرف جرمنی کا ایک طبقہ اسلام کے خلاف نفرت کا اظہار کر رہا ہے اور مظاہرہ کر رہا ہے جبکہ دوسری طرف روشن خیال لوگ ہیں اور ایسے لوگوں کی اکثریت میں رہنے میں کوئی شک نہیں جو اس ناانصاف اپوزیشن کی کوئی پرواہ نہیں کرتے۔ انہوں نے سچ کی تلاش میں انسانیت اور مہربانی کا اظہار کیا ہے۔

احمدیہ مسلم کمیونٹی جرمنی کی حکومت کا بھی شکریہ ادا کرتی ہے اور ان کے عوام کا بھی کیونکہ انہوں نے نہ صرف مہاجرین کو قبول کیا جو اپنے ممالک میں غیر انسانی سلوک کا شکار تھے بلکہ انہیں کھلے دل سے خوش آمدید کہا جو لوگ جسمانی اور ذہنی تکالیف کا شکار تھے اس حد تک کہ ان کے پاس کوئی چارہ نہیں تھا کہ وہ اپنے گھروں سے ہجرت کرتے۔

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر19

سرکوپیٹو آسماں سے اب کوئی آتا نہیں

مصر کے مجلّہ 'الإسلام' نے 3/جمادی الثانی 1354ھ کو زمانے کی بگڑی ہوئی حالت اوران کے خیال میں مصلح کے ظاہر نہ ہونے پر بڑی مایوسی کا اظہار کرتے ہوئے جو لکھا وہ جماعتی تاریخ میں ریکارڈ کے لئے یہاں درج کیا جاتا ہے۔مجلّہ لکھتا ہے:

''مسلمانوں نے قرآن کریم پر عمل چھوڑ دیا ہے، اور دین اسلام سے نہ صرف دور ہوگئے ہیں بلکہ اس سے قطع تعلقی کر بیٹھے ہیں، اور مفاسد کے اپنانے میں اہل نار کے پیچھے چل نکلے ہیں، اور مساجد اور عبادتگاہوں کو خیر باد کہہ دیا ہے۔''

اس پر جماعت کے مجلّہ 'البُشریٰ' نے لکھا کہ:

پھر مصلح کہاں ہے؟ اور کہاں ہے وہ جس کی طرف وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ (هود:18) میں اشارہ کیا گیا ہے؟اب جبکہ قرآنی پیشگوئی وَقَالَ الرَّسُوْلُ يَا رَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا (الفرقان :31) پوری ہوچکی ہے تو ضروری ہے کہ وہ موعود فارسی شخص آئے تا کہ ایمان کو ثریا سے واپس لائے اور دین کو قائم کرے اور اسلام کو پھر سے زندہ کرے۔

(مجلہ البشریٰ جمادی الأولی والثانیة1354ھ صفحہ 17)

مجدد کی تلاش

آنخضرت ﷺ کی حدیث کے مطابق اللہ تعالیٰ کا اس امت پر یہ احسان ہے کہ اس نے ہر صدی کے سر پر ایک مجدد کھڑا کیا جس نے دین اسلام کی تجدید کا کام کیا۔ اسی وعدہ کے موافق چودھویں صدی کے سر پر مجدد اعظم، امام مہدی اور مسیح موعود علیہ السلام مبعوث ہوئے ۔چنانچہ جنہوں نے آپ کو مان لیا ان کے نزدیک دین کی تجدید کا کام پوری آب وتاب سے شروع ہوگیا اوراس کے عالمی اثرات ظاہر ہونا شروع ہوگئے۔لیکن جو اس سے محروم رہے انہیں ہر طرف ضلالت وگمراہی اور شر ہی نظر آیا۔جس کا اظہار ہر علاقہ میں مسلمانوں نے کیا۔مختلف عرب علماء نے بھی اس طرح کی بے چینی کا اظہار کیا گیا۔حتی کہ اخبار ''الفتح'' نے اپنے شمارہ نمبر 263 میں لکھا:

''جس مشکل دور سے امت اسلامیہ آج گزر رہی ہے وہ اسلام کی تاریخ میں ابتداء سے لے کر آج تک بدترین دور ہے۔''

ایسے پرآشوب دور میں مجدد کی ضرورت وتلاش کے موضوع پر اس وقت کے مشہور عالم الشیخ مصطفیٰ الرفاعی اللِبان صاحب نے ایک مضمون لکھا جسے قاہرہ سے نشر ہونے والے ایک مجلّہ ''الإسلام'' نے شائع کیا جس کے بعض اہم حصوں کا ترجمہ تاریخی ریکارڈ اور قارئین کرام کی دلچسپی کیلئے پیش ہے تا کہ وہ جان سکیں کہ عرب علاقے میں بھی کسی مصلح اور مجدد کی ضرورت کو کس شدت کے ساتھ محسوس کیا جا رہا تھا۔الشیخ اللِبان صاحب کہتے ہیں:

''ہمیں آناً فاناً ایسی پرشور اور غضبناک آوازیں سنائی دیتی ہیں جیسے تلواروں کے آپس میں ٹکرانے کی یا گھوڑوں کی اپنی لگامیں چبانے کی یا جنوں کے شور مچانے کی آوازیں ہوں یا جیسے جہازوں کی گھن گرج کی آواز ہوتی ہے۔ان آوازوں نے ''التجدید''، ''التجدید'' کی رٹ لگائی ہوئی ہے اور یہ کہ ہمیں قدیم اور پرانے کو چھوڑ دینا چاہئے کیونکہ وہ اس زمانہ کے قابل نہیں رہا۔لیکن اگر ہم ان آوازوں سے پوچھیں کہ اس مزعومہ ''تجدید'' سے آپ کی کیا مراد ہے تو بلاتردد کہتی ہیں کہ اس کا مطلب یورپ کی اندھی تقلید اوراس کے طور طریقوں کو اپنانا ہے۔

اور تعجب انگیز بات یہ ہے کہ یہ آوازیں ایسی قوم کے مونہوں سے نکل رہی ہیں جو دین اسلام کو ماننے والی ہے جو کہ دینِ تجدید ہے، جس پر عمل کر کے دنیا ترقی کرسکتی ہے اور بلند ترین انسانی اقدار حاصل کرسکتی ہے......اہل کتاب نے جب دعوت اسلام سے یہ کہتے ہوئے اعراض کیا کہ ان کے پاس تورات اور انجیل موجود ہے جو ان کی غلطی پر انہیں تنبیہ کرنے کے لئے کافی ہے،تو کیا اسلام نے اس بات پر ان کی توبیخ نہیں کی؟ کیونکہ دین میں تجدید انبیاء اور مرسلین کی بعثت کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔پس ہر رسول اپنے سے پہلے رسولوں کا مجدد ہوتا ہے جو ایسی شریعت لے کے آتا ہے جو اس زمان ومکان کے ساتھ مکمل ہم آہنگی رکھتی ہے جس کی طرف وہ بھیجا گیا ہوتا ہے۔اسلام چونکہ دنیا کی ترقی اور دین کے اعلیٰ ترین مبادی لے کر آیا اور انسانیت کو اس کی مطلوبہ خوشی اور خوش بختی اور عُلو اور کمال عطا کیا اس لئے اسلام میں اس طرح کی دینی تجدید تو ختم ہوگئی۔تاہم ایسی تجدید اسلام میں زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ ظاہر ہوتی رہی ہے جو کہ درحقیقت قرآن کریم کی تعلیمات اور سنت نبوی کی طرف رجوع کرنے کا دوسرا نام ہے۔اسی تجدید کی طرف آنخضرت ﷺ نے اپنی اس حدیث میں اشارہ فرمایا ہے:''إن اللہ یبعث علیٰ رأس کل مائة سنة من یجدد لھذہ الأمة أمر دینھا۔''یعنی اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر کسی کو کھڑا کردے گا جو اس امت کے دینی امور کی تجدید کا کام کرے گا۔...... چنانچہ خدا تعالیٰ اوراس کے رسول ﷺ کے وعدہ کے موافق ہر صدی کے سر پر مجدد ظاہر ہوتے آئے ہیں جن میں حضرت عمر بن عبدالعزیز اور امام نوَوِی رضی اللہ عنہما وغیرہ شامل ہیں۔

آج کے زمانے میں جبکہ صحیح اسلام کی زندگی پر جمود طاری ہے اور مادیت اور معصیت کے پیچھے دوڑ لگی ہوئی ہے ان حالات میں ہمیں خالص اسلامی تجدید کی ضرورت ہے نہ کہ اس جھوٹی تجدید کی جس کی طرف بعض ایسے مسلمان بلا رہے ہیں جن کی آنکھیں یورپی تہذیب اوراس کی جھوٹی چمک دمک سے چندھیا گئی ہیں اور جس سے ہمیں ایسے خطرناک نقصان کا اندیشہ ہے جس کے برے اثرات سے ہم ابھی سے نبرد آزما ہیں......۔

ہمیں تو ایک گروہ مجددین کی ضرورت ہے جو ہمارے دلوں اور عقلوں اور ہمارے نفوس میں اسلام کی مفید اور حقیقی روح پھونک دیں۔کیونکہ اسلام ہی ہماری بیماریوں کا علاج اور ہمارے درد کی مداوا ہے۔

ہمیں ایسے گروہ مجددین کی ضرورت ہے جو ہمارے اخلاق کی تجدید کریں جو کہ اتنے بگڑ گئے ہیں کہ جن کا اسلام سے دور کا بھی تعلق نہیں رہا۔

ایسے گروہ مجددین کی ضرورت ہے جو ہماری ہمت اور شجاعت کی تجدید کریں......۔

ایسے گروہ مجددین جو ہماری پُرفخر وپُرعظمت اعمال سے معمور تاریخ کی تجدید کریں جس کی ایک مکّار قوم کے ہاتھوں تحریف ہوچکی ہے۔

جو ہمارے لئے نبی کریم ﷺ کی سیرت کی تجدید کریں جس کو ہم چھوڑ بیٹھے ہیں اوراس کی جگہ ایسی روایات کو اپنالیا ہے جن کا نتیجہ صرف اور صرف رنج والم ہے۔

جو ہمارے لئے جہاد فی سبیل اللہ کی تجدید کریں جسے ہم نے بھلا دیا ہے اور قوت وحزم واِقدام جیسے خلق کو چھوڑ بیٹھے ہیں۔

جو ہمارے لئے نیکی اور تقویٰ میں تعاون کے اصول کی تجدید کریں کیونکہ ہمارے آپس میں گناہ اور زیادتی کے معاملہ میں تعاون کی وجہ سے دشمن نے ہمیں گزند پہنچانے کے معاملہ میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرلیا ہے جس کے سبب سے ہم مغلوب ہوکر رہ گئے ہیں۔

وہ ہمارے لئے اس خیر کی تجدید کریں جسے ہم نے اپنے دین کی تعالیم کو خیر باد کہنے کے نتیجہ میں کھو دیا ہے۔

جو ہمارے لئے آزادی، عزت، وقار، استغنا، اور امن وآشتی کے مفاہیم کی تجدید کریں۔

جو سلف صالحین کی عظمت رفتہ اور ہمارے آباؤاجداد کے غلبہ کی تجدید کا کام کریں۔

یہ ہے وہ تجدید جس کی ہمیں ضرورت ہے۔اگر اس جیسی تجدید کوئی لے کر آئے تو ہم اس کو خوش آمدید کہیں گے اور اسے کہیں گے کہ تم نے اعلیٰ درجہ کی نیکی اور عظیم کام کیا ہے......اے اللہ! اے حلیم وکریم خدا تو اپنے فضل سے ہمیں صحیح اسلامی تجدید سے متمتع فرما۔

(مجلہ الإسلام شمارہ نمبر 42 بحوالہ البشریٰ جنوری 1935ء صفحہ 29 تا 33)

مضمون نگار کے بار بار ''گروہ مجددین'' کے الفاظ سے ایک منصف مسلمان کا ذہن آنخضرت ﷺ کی اس حدیث کی طرف مبذول ہوجاتا ہے جس میں آپ نے فرمایا:لو کان الإیمان عند الثریا لنالہ رجال من ھؤلاء ۔یعنی اگر ایمان ثریا ستارہ پر بھی پہنچ چکا ہوگا تو اہل فارس میں سے کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو اسے وہاں سے اس زمین میں دوبارہ لے آئیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب الاستفتاء میں کیا خوب فرمایا تھا کہ:

وإنہ جاء فی وقت الضرورة، وعند مصیبة صُبّت علی الإسلام من أیدی الکفرة......واقتضی الزمان أن یجیء، ویبکّت الکفارَ ،ویھدم ما عمروہ، فھو یدعو الزمان والزمان یدعوہ۔

یعنی یہ مسیح موعود عین ضرورت کے وقت ظاہر ہوا ہے اور عین اس مصیبت کے وقت آیا ہے جو کافروں کے ہاتھوں اسلام پر توڑی گئی ہے...... چنانچہ زمانے نے تقاضا کیا کہ وہ مبعوث ظاہر ہو اور کافروں کا منہ بند کرے اور جو کچھ انہوں نے بنایا اور تعمیر کیا ہے اسے منہدم کر کے رکھ دے۔پس وہ زمانے کو بلا رہا ہے اور زمانہ اس کو ندائیں دے رہا ہے۔

نیز اپنے اُردو کلام میں فرمایا کہ:

وقت تھا وقتِ مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

مولانا محمد سلیم صاحب کی حیفا آمد

مولانا ابو العطاء صاحب کی واپسی کے بعد الحاج مولانا محمد سلیم صاحب فلسطین میں بطور مبلغ تشریف لائے۔ آپ جنوری 1936ء سے مارچ 1938ء تک یہاں رہے۔

آپ کے چارج لینے کے چند ہفتے بعد فلسطین بھر میں عربوں اور یہودیوں کی باہمی کشمکش کی وجہ سے عام ہڑتال شروع ہوگئی جو چھ ماہ تک جاری رہی جس نے جلدی شورش کی شکل اختیار کر لی۔تاہم آپ نے دار التبلیغ کے مرکز کبابیر میں درس وتدریس کا سلسلہ باقاعدہ جاری رکھا۔اس دوران آپ تبلیغ کی غرض سے مصر بھی تشریف لے گئے اور مصر،فلسطین ، شرق اردن میں مسلمان علماء اور عیسائی پادریوں سے مناظرے کئے جن میں سچائی کو فتح نصیب ہوئی۔'البشریٰ' میں نشر ہونے والی بعض رپورٹس سے پتہ چلتا ہے کہ وہاں آپ کی مساعی سے متعدد افراد سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ علاوہ ازیں آپ نے مجلّہ البشریٰ کی ادارت ، اس میں مختلف موضوعات پر مضامین لکھنے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے خطبات کے تراجم نشر کرنے کا بھی گرانقدر کام کیا۔آپ نے اپنے زمانہ قیام میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مشہور کتاب 'الاستفتاء' شائع کی نیز رسالہ أسئلة وأجوبة (پہلا حصہ) بھی لکھا۔

نمائندہ سلطانِ مسقط قادیان میں

شاید تاریخی اہمیت کے اعتبار سے یہ ذکر کرنا ضروری ہو کہ بعض عرب حکومتوں کے نمائندے اور سفراء وغیرہ بھی اس زمانہ میں جماعت کے بارہ میں اپنی معلومات میں اضافہ کرنے اور جماعت کے دینی ماحول کا جائزہ لینے کے لئے قادیان آیا کرتے تھے۔اسی سلسلہ میں مسٹر عبدالمنعم نمائندہ سلطانِ مسقط 5/جنوری 1937ء کو قادیان تشریف لائے۔

(تاریخ احمدیت جلد 7 صفحہ 437)

صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کا سفرمصر

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے 29/جون 1938ء کو اپنے لختِ جگر صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کو عربی اور زرعی تعلیم میں ترقی کے لئے مصر روانہ فرمایا۔اس سفر کی غرض وغایت کے بارہ میں حضورؓ فرماتے ہیں:

''عربی کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد وہ چونکہ انگریزی تعلیم میں لگ گئے اس لئے مَیں چاہتا ہوں کہ اب پھر عربی کا میلان تازہ ہوجائے۔میاں ناصر بھی جو اپنی عربی کی تعلیم کے بعد انگریزی تعلیم کی تکمیل کے لئے انگلستان گئے تھے واپس آرہے ہیں اور وہ بھی عربی کے ساتھ دوبارہ مَس پیدا کرنے کے لئے مصر میں ٹھہریں گے اور میاں مبارک احمد صاحب بھی وہاں جارہے ہیں۔ دونوں بھائی وہاں آپس میں بھی عربی میں بات چیت کریں گے، وہاں کے علمی مذاق کے لوگوں سے بھی ملیں گے، لائبریریوں کو دیکھنے کا موقعہ بھی ان کو ملے گا۔اوراس طرح زبانِ عربی کے ساتھ مَس اور ذوق پھر تازہ ہوجائے گا۔ اس کے علاوہ مصر میں کاٹن انڈسٹری کے ماہرین موجود ہیں اور وہاں کپاس خاص طور پر کاشت کی جاتی ہے۔مَیں چاہتا ہوں کہ یہ اس کا بھی مطالعہ کریں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی زرّیں نصائح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے صاحبزادہ صاحب کو اپنے قلم مبارک سے جو قیمتی نصائح لکھ کر دیں وہ آبِ زر سے لکھے جانے کے لائق ہیں ۔ یہ نصائح زبانوں کی تعلیم حاصل کرنے والوں، مبلغین کرام،اور وقف نو کے بچوں کی تربیت کرنے والوں کے لئے نہایت مفید ہیں اور ایسے

تربیتی، تعلیمی، اور تاریخی امور پر مشتمل ہیں کہ جن کو پڑھنے کے بعد ہی ان کی اہمیت اور بیش قیمت ہونے کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ لہذا عمومی فائدہ کے لئے یہ تمام نصائح یہاں پر درج کی جاتی ہیں۔ حضورؓ نے تحریر فرمایا:

''عزیزم مبارک احمد سلمک اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ خیریت سے لے جائے اور خیریت سے لائے اور اپنی رضامندی کی راہ پر چلنے کی توفیق دے۔ تمہارا سفر تو عربی اور زراعت کی تعلیم اور ترقی کے لئے ہے۔ لیکن چھوٹے سفر میں اس بڑے سفر کو نہیں بھولنا چاہئے جو ہر انسان کو درپیش ہے۔ جرنیل جرنیلوں کے، مدبّر مدبّروں کے، بادشاہ بادشاہوں کے حالات پڑھتے رہتے ہیں تا کہ اپنے پیشرووٴں کے حالات سے فائدہ اٹھائیں۔ اگر تم لوگ اہل بیت نبویؐ کے حالات کا مطالعہ رکھو تو بہت سی ٹھوکروں سے محفوظ ہو جاوٴ۔ انسان کا بدلہ اس کی قربانیوں کے مطابق ہوتا ہے۔ رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں: یہ نہ ہوگا کہ لوگ تو قیامت کے دن اپنے عمل لے کر آئیں اور تم وہ غنیمت کا مال جو تم نے دنیا کا حاصل کیا ہے۔ اے میرے صحابہ تم کو بھی اپنے اعمال ہی لا کر خدا کے سامنے پیش کرنے ہوں گے۔ اہل بیت نبوی کو جو عزت آج حاصل ہے وہ رسول کریم ﷺ کی اولاد ہونے کے سبب سے نہیں بلکہ اپنی ذمہ داری کو سمجھ کر جو قربانیاں کی ہیں ان کی وجہ سے ہے۔

1۔ تم اب بالغ جوان مرد ہو۔ میرا یہ کہنا کہ نماز میں باقاعدگی چاہئے ایک فضول سی بات ہوگی۔ جو خدا تعالیٰ کی نہیں مانتا وہ بندہ کی کب سنتا ہے۔ پس اگر تم میں پہلے سے باقاعدگی ہے تو میری نصیحت صرف ایک زائد ثواب کا رنگ رکھے گی اور اگر نہیں تو وہ ایک صدا بصحرا ہے۔ مگر پھر بھی میں کہنے سے رک نہیں سکتا کہ نماز دین کا ستون ہے۔ جو ایک وقت بھی نماز کو قضا کرتا ہے وہ دین کو کھو دیتا ہے۔ اور نماز پڑھنے کے یہ معنے ہیں کہ باجماعت ادا کی جائے۔ اچھی طرح وضو کر کے ادا کی جائے۔ ٹھہر کر، سوچ کر اور معنوں پر غور کرتے ہوئے ادا کی جائے۔ اور اس طرح ادا کی جائے کہ توجہ کلّی طور پر نماز میں ہو اور یوں معلوم ہو کہ بندہ خدا کو دیکھ رہا ہے یا کم از کم خدا اسے دیکھ رہا ہے۔

جہاں دو مسلمان بھی ہوں ان کا فرض ہے کہ باجماعت نماز ادا کریں بلکہ جمعہ بھی ادا کریں۔ اور **نماز سے قبل اور بعد ذکر کرنا نماز کا حصہ ہے جو اس کا تارک ہو وہ نماز کو اچھی طرح پکڑ نہیں سکتا اور اس کا دل نماز میں نہیں لگ سکتا۔** رسول کریم ﷺ نے فرمایا: نمازوں کے بعد تینتیس تینتیس دفعہ سبحان اللہ اور الحمد للہ پڑھا جائے اور چونتیس دفعہ اللہ اکبر۔ یہ سو دفعہ ہوا۔ **اگر تم کو بعض دفعہ اپنے بڑے نماز کے بعد اٹھ کر جاتے نظر آئیں تو اس کے یہ معنی نہیں بلکہ وہ ضرورتاً اٹھتے ہیں اور ذکر دل میں کرتے جاتے ہیں اِلاَّ ماشاء اللہ۔**

تہجد غیر ضروری نماز نہیں۔ نہایت ضروری نماز ہے۔ جب میری صحت اچھی تھی اور جس عمر کے تم اب ہو اس سے کئی سال پہلے **خدا تعالیٰ کے فضل سے گھنٹوں تہجد ادا کرتا تھا۔ تین تین چار چار گھنٹہ تک۔** اور رسول کریم ﷺ کی اس سنّت کو اکثر مدنظر رکھتا تھا کہ آپؐ کے پاؤں کھڑے کھڑے سوج جاتے تھے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جو مسجد میں انتظار کرتا رہا اور ذکر الٰہی میں وقت گزارتا ہے وہ ایسا ہے جیسے جہاد کی تیاری کرنے والا۔

2۔ اللہ تعالیٰ کسی کا رشتہ دار نہیں۔ وہ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ ہے۔ اس کا تعلق ہر ایک سے اس احساس کے مطابق ہوتا ہے۔ جو اس کے بندے کو اس کے متعلق ہو۔ جو اس سے سچی محبت رکھتا ہے وہ اس کے لئے اپنے نشانات دکھاتا ہے اور اپنی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ دنیا کا کوئی قلعہ، کوئی فوج انسان کو ایسا محفوظ نہیں کر سکتا جس قدر کہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور اس کی امداد۔ **کوئی سامان ہر وقت میسر نہیں آ سکتا لیکن اللہ تعالیٰ کی حفاظت ہر وقت میسر آتی ہے۔** پس اس کی جستجو انسان کو ہونی چاہئے۔ جسے وہ مل گئی اسے سب کچھ مل گیا۔ جسے وہ نہ ملی اسے کچھ بھی نہ ملا۔

3۔ زیادہ گفتگو دل پر زنگ لگا دیتی ہے۔ رسول کریم ﷺ جب مجلس میں بیٹھتے ستّر دفعہ استغفار پڑھتے۔ اسی وجہ سے کہ مجلس میں لغو باتیں بھی ہو جاتی ہیں۔ اور یہ آپ کا فعل امت کی ہدایت کے لئے تھا نہ کہ اپنی ضرورت کے لئے۔ جب آپ اس قدر احتیاط اس مجلس کے متعلق کرتے تھے جو اکثر ذکر الٰہی پر مشتمل ہوتی تھی تو اس مجلس کا کیا حال ہوگا جس میں اکثر فضول باتیں ہوتی ہوں۔ یہ امور عادت سے تعلق رکھتے ہیں۔

مَیں دیکھتا ہوں ہمارے بچے جب بیٹھتے ہیں لغو اور فضول باتیں کرتے ہیں۔ ہم لوگ اکثر سلسلہ کے مسائل پر گفتگو کیا کرتے تھے اس وجہ سے بغیر پڑھے ہمیں سب کچھ آتا تھا۔ انسان کی مجلس ایسی ہونی چاہئے کہ اس میں شامل ہونے والا جب وہاں سے اٹھے تو اس کا علم پہلے سے زیادہ ہو، نہ یہ کہ جو علم وہ لے کر آیا ہوا سے بھی کھو کر چلا جائے۔

4۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ یا اسلام کی تبلیغ کرنا دوسروں کا ہی کام نہیں ہمارا بھی کام ہے اور دوسروں سے بڑھ کر کام ہے۔ پس سفر میں، حضر میں تبلیغ سے غافل نہ ہوں۔ رسول کریمؐ فداہ جسمی وروحی فرماتے ہیں: تیرے ذریعہ سے ایک آدمی کو ہدایت کا ملنا اس سے بڑھ کر ہے کہ ایک وادی کے برابر تجھ کو مال مل جائے۔

5۔ بنیادی نیکیوں میں سے سچائی ہے۔ جس کو سچ کو مل گیا اسے سب کچھ مل گیا۔ جسے سچ نہ ملا اس کے ہاتھوں سے سب نیکیاں کھوئی جاتی ہیں۔ انسان کی عزت اس کے واقفوں میں اس کے سچ کی عادت کے برابر ہوتی ہے۔ ورنہ جو لوگ سامنے تعریف کرتے ہیں پسِ پشت گالیاں دیتے ہیں اور جس وقت وہ بات کر رہا ہوتا ہے لوگوں کے منہ اس کی تصدیق کرتے ہیں لیکن دل تکذیب کر رہے ہوتے ہیں۔ اور اس سے زیادہ برا حال کس کا ہوگا کہ اس کا دشمن تو اس کی بات کو ردّ کرتا ہی ہے مگر اس کا دوست بھی اس کی بات ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ اس سے زیادہ قابلِ رحم حالت کس کی ہوگی۔ اس کے برخلاف سچے آدمی کا یہ حال ہوتا ہے کہ اس کے دوست اس کی بات مانتے ہیں اور اس کے دشمن خواہ منہ سے تکذیب کریں لیکن ان کے دل تصدیق کر رہے ہوتے ہیں۔

6۔ انسانی شرافت کا معیار اس کے استغناء کا معیار ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْکَ اِلٰی مَا مَتَّعْنَا بِہٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْھُمْ (الحجر:89) کبھی دوسرے کی دولت پر نگہ نہ رکھے اور کبھی کسی کا حسد نہ کرے۔ جو ایک دفعہ اپنے درجہ سے اوپر نگہ اٹھاتا ہے اس کا قدم کہیں نہیں ٹکتا۔ اگلے جہان میں تو اسے جہنم ملے گی ہی وہ اس جہان میں بھی جہنم میں رہتا ہے۔ یعنی حسد کی آگ میں جلتا ہے یا سوال کی غلاظت میں لوٹتا ہے۔ کیسا ذلیل وجود ہے کہ وہ اکیلا ہوتا ہے تو حسد اس کے دل کو جلاتا ہے اور لوگوں میں جاتا ہے تو سوال اس کا منہ کالا کرتا ہے۔ انسان اپنے نچلوں کو دیکھے کہ وہ کس طرح اس سے تھوڑا رکھ کر قناعت سے گزارہ کر رہے ہیں اور اس پر شکر کرے جو اللہ تعالیٰ نے اسے دیا ہے اور اس کی خواہش نہ کرے جو اسے نہیں ملا۔ اسکے شکر کرنے سے اس کا مال ضائع تو نہیں ہوتا۔ ہاں اسے دل کا سکون اور اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ اور طمع کرنے سے دوسرے کا مال اسے نہیں مل جاتا صرف اس کا دل جلتا اور عذاب پاتا ہے۔ جس طرح بچہ بڑوں کی طرح چلے تو گرتا اور زخمی ہوتا ہے۔ اسی طرح جو شخص اپنے سے زیادہ سامان رکھنے والوں کی نقل کرتا ہے وہ گرتا اور زخمی ہوتا ہے۔ اور چند دن کے جھوٹے دوستوں کی واہ واہ کے بعد ساری عمر کی ملامت اس کے حصہ میں آتی ہے۔ اور انسان کو ہمیشہ اپنے ذرائع سے کم خرچ کرنے کی عادت ڈالنی چاہئے کیونکہ اس کے ذمہ دوسرے بنی نوع انسان کی ہمدردی اور امداد بھی ہے۔ ان کا حصہ خرچ کرنے کا اسے کوئی اختیار نہیں اور پھر کون کہہ سکتا ہے کہ کل کو اس کا حال کیا ہوگا؟

7۔ جفاکشی اور محنت ایسے جوہر ہیں کہ ان کے بغیر انسان کی اندرونی خوبیاں ظاہر نہیں ہوتیں۔ **اور جو شخص اس دنیا میں آئے اور اپنا خزانہ مدفون کا مدفون چھوڑ کر چلا جائے اس سے زیادہ بدقسمت کون ہوگا؟**

8۔ **ہر شخص جو باہر جاتا ہے اس کے ملک اور اس کے مذہب کی عزت اس کے پاس امانت ہوتی ہے۔** اگر وہ اچھی طرح معاملہ نہ کرے تو اس کی عزت نہیں بلکہ اس کے ملک اور مذہب کی عزت برباد ہوتی ہے۔ لوگ اسے بھول جاتے ہیں لیکن عرصہ دراز تک وہ یہ کہتے رہتے ہیں کہ ہم نے ہندوستانی دیکھے ہوئے ہیں وہ ایسے خراب ہوتے ہیں۔ ہم نے احمدی دیکھے ہوئے ہیں۔ وہ ایسے خراب ہوتے ہیں۔

9۔ مسافر کو جھگڑے سے بہت بچنا چاہئے۔ اس سے زیادہ حماقت کیا ہوگی کہ دوسرا شخص تو جھگڑا کر کے اپنے گھر چلا جاتا ہے اور یہ ہوٹلوں میں جھگڑے کے تصفیہ کا انتظار کرتا ہے۔ مسافر تو اگر جیتا تب بھی ہارا اور اگر ہارا تب بھی ہارا۔

10۔ غیر ملکوں کے احمدی ہزاروں بار دل میں خواہش کرتے ہیں کہ کاش ہمیں بھی قادیان جانے کی توفیق ملے کہ وہاں کے بزرگوں کے تقویٰ اور اچھے نمونہ سے فائدہ اٹھائیں۔ اور خصوصاً اہل بیت کے ساتھ ان کی بہت سی امیدیں وابستہ ہوتی ہیں۔ وہ اپنے گھروں کو ایمان کے حصول کے لئے چھوڑنا چاہتے ہیں۔ اور ہمارے پاس آنا چاہتے ہیں۔ سخت ظلم ہوگا اگر ہم ان کے پاس جا کر ان کے ایمانوں کو ضائع کریں اور ان کی امیدوں کو سراب ثابت کریں۔ ہمارا عمل ایسا ہونا چاہئے کہ وہ سمجھیں کہ ہماری امید سے بڑھ کے ہمیں ملا، نہ یہ کہ ہماری امید ضائع ہوگئی۔

11۔ ہر جماعت میں کچھ کمزور لوگ ہوتے ہیں۔ وہ ایک دوسرے کی چغلیاں کرتے ہیں۔ مومن کو چغلی سننے سے پرہیز چاہئے اور سن کر یقین کرنے سے تو کلّی اجتناب واجب ہے۔ جو دوسرے کی نسبت عیب بغیر ثبوت کے تسلیم کر لیتا ہے خدا تعالیٰ اس پر ایسے لوگ مسلط کرتا ہے جو اس کی خوبیوں کو بھی عیب بتاتے ہیں۔ **مگر چاہئے کہ چغلی کرنے والے کو بھی ڈانٹے نہیں بلکہ محبت سے نصیحت کرے کہ اگر آپ کا خیال غلط ہے تو بدظنی کے گناہ سے آپ کو بچنا چاہئے۔ اور اگر درست ہے تو اپنے دوست کے لئے دعا کریں** تا اسے بھی فائدہ ہو اور آپ کو بھی اور عفو سے کام لو کہ خدا تمہارے گناہ بھی معاف کرے۔

12۔ تم کو مصر، فلسطین اور شام کے احمدیوں سے ملنا ہوگا۔ ان علاقوں میں احمدیت ابھی کمزور ہے۔ کوشش کرو کہ جب تم ان ممالک کو چھوڑو تو احمدی بلحاظ تعداد کے زیادہ اور بلحاظ نظام کے پہلے سے بہتر ہوں۔ اور تم لوگوں کا نام ہمیشہ دعا کے ساتھ لیں۔ اور کہیں کہ ہم کمزور تھے اور کم تھے فلاں لوگ آئے اور ہم طاقتور بھی ہوگئے اور زیادہ بھی ہو گئے۔ اور (اللہ) ان پر رحم کرے اور انہیں جزائے خیر دے۔ موٴمن کی مخلصانہ دعا ہزاروں خزانوں سے قیمتی ہوتی ہے۔

13۔ جمعہ کی پابندی جماعت کے ساتھ خواہ کس قدر ہی تکلیف کیوں نہ ہو ادا کرنے کی اور دن میں کم سے کم ایک نماز اجتماعی جگہ پر پڑھنے کی، اگر وہ دور ہو، ورنہ جس قدر توفیق مل سکے کوشش کرنی چاہئے اور جماعتوں میں جمعہ کی اور ہفتہ واری اجلاسوں اور نماز باجماعت کی خاص تلقین کرنی چاہئے۔

14۔ رسول کریم ﷺ ہر اجتماع کے موقع پر دعا فرماتے تھے: اللهم رب السماوات السبع وما أظللن، ورب الأرضين السبع وما أقللن، ورب الشياطين وما أضللن، ورب الرياح وما ذرين، فإنا نسألک خير هذه القرية وخير أهلها وخير ما فيها، ونعوذ بک من شر هذه القرية وشر أهلها وشر ما فيها ۔ اللهم بارک لنا فيها وارزقنا جناها، وحبِّبنا إلیٰ أهلها وحبِّب صالحی أهلها إلينا۔ یعنی اے ساتوں آسمانوں کے رب اور جن چیزوں پر آسمانوں نے سایہ کیا ہوا ہے، اور اے ساتوں زمینوں کے ربّ اور جن کو انہوں نے اٹھایا ہوا ہے، اور اے شیطانوں کے ربّ اور جن کو وہ گمراہ کرتے ہیں، اور ہواؤں کے ربّ اور جن چیزوں کو وہ کہیں سے کہیں اڑا کر لے جاتی ہیں، ہم تجھ سے اس بستی کی اچھی چیزوں اور اس کے بسنے والوں کے حسن سلوک اور جو چیز بھی اس میں ہے اس کے فوائد طلب کرتے ہیں۔ اور اس بستی کی بدیوں اور اس کے رہنے والوں کی بدسلوکیوں اور اس میں جو کچھ بھی ہے اس کے نقصانات سے پناہ طلب کرتے ہیں۔ اے اللہ ہمارے لئے اس بستی کی رہائش کو بابرکت کر دے اور اس کی خوشحالی سے ہمیں حصہ دے اور اس کے باشندوں کے دل میں ہماری محبت پیدا کر اور ہمارے دل میں اس کے نیک بندوں کی محبت پیدا کر۔ آمین۔

یہ دعا نہایت جامع اور ضروری ہے۔ ریل میں داخل ہوتے وقت، کسی شہر میں داخل ہوتے وقت، جہاز میں بیٹھتے اور اس سے اترتے وقت خلوص دل سے یہ دعا کر لینی چاہئے۔ **اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر شرارت سے حفاظت کا موجب ہوتی ہے۔**

15۔ مصر میں انگریزی اور فرانسیسی کا عام رواج ہے۔ مگر تم عربی سیکھنے جا رہے ہو۔ پورا عہد کرو کہ عرب سے سوائے عربی کے اور کچھ نہیں بولنا خواہ کچھ ہی تکلیف کیوں نہ ہو۔ ورنہ سفر بیکار جائیگا۔ ہاں وہاں کی خراب عربی سیکھنے کی ضرورت نہیں۔ اگر غیر تعلیمافتہ طبقہ سے زراعت کی اغراض یا اور کسی غرض سے گفتگو کی ضرورت ہو تو خود بولنے کی ضرورت نہیں، ساتھ ترجمان رکھ لیا۔ عربی پڑھ تو چکے ہی ہو۔ تھوڑی سی محنت سے زبان تازہ ہو جائے گی۔

16۔ اپنے ساتھ قرآن کریم، اس کے نوٹ، جو درس تم نے لکھے ہیں اور میری شائع شدہ تفسیر رکھ لو کام آئے گی۔ یہ علوم دنیا میں اور کہیں نہیں ملتے۔ بڑے سے بڑا عالم ان کی برتری کو تسلیم کرے گا اور انشاء اللہ احمدیت کے علوم کا مصدق ہوگا۔

17۔ ایک منجد، کتاب الصرف، اور کتاب النحو ساتھ رکھو اور جہاز میں مطالعہ کرتے جاؤ کیونکہ لمبے عرصہ تک مطالعہ نہ رکھنے کی وجہ سے زبان میں بہت نقص آ جاتا ہے۔

18۔ شریعت کا حکم ہے جہاں بھی ایک سے زیادہ آدمی رہیں اپنے میں سے ایک کو امیر مقرر کریں تا فتنہ کا سدّ باب ہو۔ أستودعک الله وکان الله معک

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

بچوں کو قرۃ العین بنانے کے لئے ماں باپ کو اپنی اصلاح بھی کرنی ہوگی اور اپنے نمونے بھی قائم کرنے ہوں گے۔

اگر گھریلو سطح پر بھی میاں بیوی تقویٰ کی راہوں پر قدم نہیں مار رہے تو اولاد کے حق میں اپنی دعاؤں کی قبولیت کے نشان کس طرح دیکھ سکتے ہیں۔ پھر اگر تقویٰ مفقود ہے تو خلافت اور جماعت کی برکات سے کس طرح فیض پا سکتے ہیں۔ خلافت کے لئے تو اللہ تعالیٰ نے اعمال صالحہ کی شرط رکھی ہوئی ہے۔ اگر تقویٰ نہیں تو اعمال صالحہ کیسے ہو سکتے ہیں یا اگر اعمال صالحہ نہیں تو تقویٰ نہیں۔ اور تقویٰ نہیں تو نہ ہی ایک دوسرے کے لئے قرۃ العین بن سکتے ہیں، نہ ہی اولاد قرۃ العین بن سکتی ہے۔

اگر اولاد مانگنی ہے، لڑکے مانگنے ہیں تو آپس میں لڑ کر گھروں میں بے چینیاں پیدا کرنے کی بجائے تقویٰ پر قائم ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے مانگنی چاہئے اور نیک اولاد کی دعا مانگنی چاہئے۔

(اللہ تعالیٰ کی صفت اَلْوَھَّاب کے حوالہ سے قرآنی آیات کی روشنی میں اہم نصائح)

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ 14/نومبر 2008ء بمطابق 14/نبوت 1387 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ- اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ-

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ -

اللہ تعالیٰ کا ایک نام وَاهِب یا وَهَّاب بھی ہے۔ اس لفظ کی مختلف اہل لغت نے جو وضاحت کی ہے اور معنی بیان کئے ہیں وہ تقریباً ایک ہیں اس لئے مَیں نے لسان العرب (یہ لغت کی کتاب ہے) نے جو معنی بیان کئے ہیں وہ لئے ہیں۔ اس میں لکھا ہے کہ اَلْوَهَّاب اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے یعنی اَلْمُنْعِمُ عَلَى الْعِبَاد اپنے بندوں پر انعام کرنے والا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی صفت وَاهِبٌ بھی ہے۔ لکھتے ہیں کہ اَلْهِبَه ایسا عطیہ جو عوض میں کچھ لینے یا دیگر اغراض و مقاصد سے مبرّا ہو اور جب ایسی عطا بہت کثرت سے ہو تو اس عطا کرنے والے کو وَهَّاب کہتے ہیں۔

یہ لفظ انسانوں کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے لیکن حقیقی وَهَّاب اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہے جو اپنے بندوں کو مانگنے پر بھی اور بغیر مانگنے پر بھی کثرت سے عطا فرماتی ہے۔ ایک حقیقی مومن اگر غور کرے تو اللہ تعالیٰ کے وَهَّاب ہونے کے نظارے، اس کی عطاؤں اور انعاموں کے نظارے ہر وقت دیکھتا ہے اور یہی بات ہمیں ہمارے زندہ خدا کا پتہ دیتی ہے۔ لیکن جو انسان ناشکرا ہے اس کو اللہ تعالیٰ کی عطائیں اور فضل نظر نہیں آتے۔ جو دنیا کی آنکھ سے دیکھتا ہے وہ دنیا کو ہی ان چیزوں کا ذریعہ سمجھتا ہے جو اُسے مل رہی ہوتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مختلف حوالوں سے اس لفظ کا بھی استعمال فرمایا ہے اور اپنی اس صفت کا بھی استعمال فرمایا ہے۔ انبیاء اور نیک لوگوں پر اپنی عطاؤں کا بھی ذکر فرمایا ہے اور اپنی صفت کے حوالے سے دعاؤں کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔ جس میں نیک اولاد کے لئے بھی دعائیں ہیں، معاشرے کی نیکی کے لئے بھی دعائیں ہیں، اپنے تقویٰ میں بڑھنے کے لئے بھی دعائیں ہیں، ایمان میں مضبوطی کی بھی دعائیں ہیں۔ تو مختلف دعاؤں کا ذکر ہے۔

اس وقت مَیں ان قرآنی دعاؤں کے حوالے سے ایک پہلو کا ذکر کروں گا۔

اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی نسل کو اپنے مقصد پیدائش کے قریب رکھنے بلکہ اس کا حق ادا کرنے کے لئے اپنے نیک بندوں کو اس طرف توجہ دلائی کہ وہ اپنی اولاد بلکہ بیویوں کے لئے بھی دعائیں کریں۔ بلکہ بیویوں کو بھی کہا کہ اپنے خاوندوں اور اولاد کے لئے دعائیں کریں تا کہ نیکیوں کی جاگ ایک دوسرے سے لگتی چلی جائے اور نسل در نسل قائم رہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَاقُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا (سورة الفرقان آیت :75) اور وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے ربّ! ہمیں اپنے جیون ساتھیوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں متقیوں کا امام بنا۔

یہ جامع دعا ہے کہ آنکھوں کی ٹھنڈک بنا، ایک دوسرے کے لئے بھی اور اپنی اولاد میں سے بھی ایسی اولاد ہمیں عطا کر جو آنکھوں کی ٹھنڈک بنے اور جب اللہ تعالیٰ یہ دعا سکھاتا ہے کہ آنکھوں کی ٹھنڈک مانگو تو اللہ تعالیٰ کے ان لامحدود فضلوں کی دعا مانگی گئی ہے جس کا علم انسان کو نہیں، خدا تعالیٰ کو ہے جس کا انسان احاطہ ہی نہیں کر سکتا۔ اور میاں بیوی اور اولادیں نہ صرف اس دنیا میں ان نیکیوں پر قدم مار کر جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بتائی ہیں ایک دوسرے کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنتے ہیں بلکہ مرنے کے بعد بھی ان نیکیوں کی وجہ سے جو انسان اس دنیا میں کرتا ہے، اللہ تعالیٰ انہیں اپنے انعامات سے نوازتا ہے۔ ایک مومن کے مرنے کے بعد اس کی نیک اولاد ان نیکیوں کو جاری رکھتی ہے جس پر ایک مومن قائم تھا۔ اپنے ماں باپ کے لئے نیک اولاد دعائیں کرتی ہے جو اس کے درجات کی بلندی کا باعث بنتے ہیں۔ دوسری نیکیاں کرتی ہے جو ان کی درجات کی بلندی کا باعث بنتی ہیں۔ پس یہ اولاد کی نیکیاں اور اپنے ماں باپ کے لئے دعائیں اگلے جہان میں بھی ایک مومن کو آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کرتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا

یَعْمَلُوْنَ (السجدہ:18) پس کوئی ذی روح یہ نہیں جانتا کہ اس کے اعمال کے بدلہ میں اس کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک میں سے کیا کچھ چھپا کر رکھا گیا ہے۔

یہ ان لوگوں کے بارہ میں کہا گیا ہے جو تقویٰ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف بھی توجہ دیتے ہیں اور اس کی راہ میں خرچ بھی کرتے ہیں اور دوسری نیکیاں بھی بجالاتے ہیں۔ وہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر سیدھے راستے پر چلنے اور اپنی اولاد کے سیدھے راستے کی طرف چلنے کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے ایسی آنکھوں کی ٹھنڈک مانگتے ہیں جس کا علم صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی ذات کو ہے۔ اپنی اولادوں اور اپنی بیویوں اور خاوندوں کے لئے اور بیویاں اپنے خاوندوں کے لئے دعا مانگتی ہیں کہ یہ سب تقویٰ پہ قائم رہیں اور اللہ تعالیٰ ان سب کے لئے اس دنیا میں بھی انعامات عطا فرمائے جو اس کی رضا کے حامل بنائے اور اگلے جہان میں بھی اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والے ہوں۔

پس یہ دعا ہے جو اللہ تعالیٰ کے وہ بندے جو عبادالرحمٰن ہیں، نیکیاں بجالاتے ہوئے مانگتے ہیں اور اپنے پیچھے بھی ایسی نسل چھوڑنے کی کوشش کرتے ہیں جو تقویٰ پر قدم مارنے والی ہو۔ یہ دعا اللہ تعالیٰ نے ہمیں سکھا کر ہمیں ہر وقت اس اہم کام کی طرف توجہ دلائی ہے جو اس کی رضا حاصل کرنے کا نہ صرف ہماری ذات کے لئے ذریعہ بنے بلکہ آئندہ نسلیں بھی اس راستے پر چلنے والی ہوں جو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بنیں۔

وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا کہہ کر یہ بتا دیا کہ آنکھوں کی ٹھنڈک تبھی ہو سکتی ہے جب تم بھی اور تمہاری اولادیں بھی تقویٰ پر چلنے والے ہوں گے۔ اگر تمہارے اپنے فعل ایسے نہیں جو تقویٰ کا اظہار کرتے ہوں تو اپنے دائرہ میں متقیوں کے امام بھی نہیں بن سکتے۔

پس ہم میں سے ہر ایک کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا اس دعا کے ساتھ ہم آپس میں حقوق کی ادائیگی کے لئے تقویٰ پر چل رہے ہیں؟ اپنے بچوں کی تربیت کے لئے ان شرائط کو پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں جو انہیں تقویٰ پر چلانے والی ہوں۔ اگر گھریلو سطح پر بھی میاں بیوی تقویٰ کی راہوں پر قدم نہیں مار رہے تو اولاد کے حق میں اپنی دعاؤں کی قبولیت کے نشان کس طرح دیکھ سکتے ہیں۔ پھر اگر تقویٰ مفقود ہے تو خلافت اور جماعت کی برکات سے کس طرح فیض پا سکتے ہیں۔ خلافت کے لئے تو اللہ تعالیٰ نے اعمال صالحہ کی شرط رکھی ہوئی ہے۔ اگر تقویٰ نہیں تو اعمال صالحہ کیسے ہو سکتے ہیں یا اگر اعمال صالحہ نہیں تو تقویٰ نہیں اور تقویٰ نہیں تو نہ ہی ایک دوسرے کے لئے قرۃ العین بن سکتے ہیں، نہ ہی اولاد قرۃ العین بن سکتی ہے۔ پس اولاد کو بھی قرۃ العین بنانے کے لئے، آنکھوں کی ٹھنڈک بنانے کے لئے، اپنی حالتوں اور اپنی عبادتوں کی طرف دیکھنے کی ضرورت ہے کہ کیا ہم وہ معیار حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے میاں بیوی کی عبادتوں کے بارے میں یہ نصیحت کی ہے، آپؐ فرماتے ہیں کہ اللہ رحم کرے اس شخص پر جو رات کو اٹھے، نماز پڑھے، اور اپنی بیوی کو جگائے۔ اگر وہ اٹھنے میں پس و پیش کرے تو پانی کے چھینٹے ڈالے تاکہ وہ اُٹھ کھڑی ہو۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ رحم کرے اس عورت پر جو رات کو اٹھے، نماز پڑھے اور اپنے میاں کو جگائے، اگر وہ اٹھنے میں پس و پیش کرے تو پانی چھڑکے تاکہ وہ اٹھ کھڑا ہو۔

پس یہ فرائض دونوں کے ہیں۔ میاں کے بھی اور بیوی کے بھی کہ اپنی عبادتوں کی طرف توجہ دیں تاکہ نسلوں سے بھی قرۃ العین حاصل ہو۔ بعض مردوں کی شکایات آتی ہیں، رات کو اٹھنا تو علیحدہ رہا، عورتوں کے جگانے کے باوجود، فجر کی نماز کے علاوہ اور دوسری نمازوں میں بھی توجہ دلانے کے باوجود سستی دکھاتے ہیں۔ ایسے لوگ کس طرح اور کس منہ سے رَبَّنَا ھَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَاقُرَّۃَ اَعْیُنٍ کی دعا کرتے ہیں۔ کس طرح وہ اپنی اولاد میں قرۃ العین تلاش کر سکتے ہیں، کس طرح اللہ تعالیٰ سے یہ امید رکھتے ہیں یا رکھنے کی کوشش کرتے ہیں کہ ان کی اولاد کے متقی ہونے کی دعا قبول ہو۔ ہاں اللہ تعالیٰ فضل کرنا چاہے تو کوئی روک نہیں۔ وہ تو مالک ہے لیکن اگر اس کے فضل سے حصہ لینا ہے تو تقویٰ کے یہ نمونے دکھانے کا بھی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے، اپنی حالتوں کے درست کرنے کا بھی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔۔ پس اپنے بچوں سے قرۃ العین بننے کی توقع اور خواہش رکھنے والوں کو آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد کو بھی پیش نظر رکھنا ہوگا کہ اچھی تربیت سے بڑھ کر کوئی بہترین تحفہ نہیں جو باپ اپنی اولاد کو دیتا ہے، یا دے سکتا ہے۔ (سنن الترمذی باب ما جاء فی ادب الولد)۔ اور اچھی تربیت اس وقت ہوتی ہے جب انسان کے اپنے عمل بھی ایسے ہوں جو اولاد کے لئے نمونہ بن سکیں۔ عبادتوں کے معیار بھی اچھے ہوں دوسرے اعمال بھی اچھے ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

''خدا تعالیٰ ہم کو ہماری بیویوں اور بچوں سے آنکھ کی ٹھنڈک عطا فرماوے اور یہ تب ہی میسر آ سکتی ہے کہ وہ (یعنی انسان) فسق و فجور کی زندگی بسر نہ کرتے ہوں بلکہ عبادالرحمٰن کی زندگی بسر کرنے والے ہوں اور خدا کو ہر شے پر مقدم کرنے والے ہوں''۔ فرمایا ''اور کھول کر کہہ دیا وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا۔ اولاد اگر نیک اور متقی ہو تو یہ ان کا امام بھی ہوگا۔ اس سے گویا متقی ہونے کی بھی دعا ہے۔

(الحکم جلد 5 نمبر 35 مورخہ 24/ستمبر 1901)

پس یہ ذمہ داری پہلے مَردوں کی ہے کہ اپنے آپ کو ان راستوں پر چلانے کی کوشش کریں جو اسے عبادالرحمٰن بنانے والے ہوں۔ عورتیں بھی اپنے گھر کی نگران کی حیثیت سے اس بات کی ذمہ دار ہیں کہ تقویٰ پر چلتے ہوئے اپنے اور اپنے خاوندوں کے بچوں کی تربیت کریں تاکہ وہ معاشرے کا ایک بہترین اور مفید وجود بن سکیں۔ لیکن عورتوں کی تربیت کے لئے بھی پہلے مَردوں کو قدم اٹھانے ہوں گے۔ جب دونوں نیکیوں پر قدم مارنے والے ہوں گے۔ تو پھر اولاد بھی نیکیوں پر چلنے کی کوشش کرے گی۔ دونوں کی دعائیں بھی اولاد کی تربیت میں مددگار بن رہی ہوں گی۔

پہلے جو مَیں نے حدیث بیان کی تھی کہ اگر مَرد پہلے جاگے تو عورت کو جگائے اور اگر عورت پہلے جاگے تو مَرد کو جگائے۔ یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ دونوں میاں بیوی آپس میں بڑے پیار اور محبت کے تعلق والے ہوں، انڈرسٹینڈنگ (Understanding) ہو، ایک دوسرے کو سمجھتے ہوں کہ ہم نے اپنی رات کی عبادت اور نمازوں کی حفاظت کرنی ہے اس لئے صبح اٹھنے کے لئے ایک دوسرے کی مدد کرنی ہے۔ اگر آپس میں یہ انڈرسٹینڈنگ نہیں تو مرد جب پڑا سو رہا ہوگا (ایسی شکایتیں بعض دفعہ آتی ہیں) اور عورت جب اسے نماز کے لئے جگاتی ہے تو بیچاری کی شامت آ جاتی ہے اور بعید نہیں کہ یہ بھی ہو جائے کہ سخت الفاظ سننے کے علاوہ بیچاری عورت کو اس سے مار بھی کھانی پڑ جائے۔ اور یہ مَیں صرف مثال نہیں دے رہا، یہ بعض گھروں میں عملی صورت میں ہوتا ہے۔ آہستہ آہستہ پھر عورتیں بھی یا تو خاموش ہو جاتی ہیں اور اپنی نمازوں کی حفاظت کرنی کوشش کرتی ہیں۔ یا اپنے خاوندوں کی ڈگر پر آ جاتی ہیں۔ اور بچے دنیاوی لحاظ سے تو شاید کچھ بہتر ہو جائیں، پڑھ لکھ جائیں لیکن دینی لحاظ سے بالکل بگڑ جاتے ہیں۔ بلکہ جب اس طرح گھر کی صورتحال ہو تو بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ دنیاوی لحاظ سے بھی کئی بچے برباد ہو جاتے ہیں۔ پس بچوں کو قرۃ العین بنانے کے لئے ماں باپ کو اپنی اصلاح بھی کرنی ہوگی اور اپنے نمونے بھی قائم کرنے ہوں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ''ہماری جماعت کے لئے ضروری ہے کہ اپنی پرہیزگاری کے لئے عورتوں کو پرہیزگاری سکھاویں۔ ورنہ وہ گناہگار ہوں گے۔ اور جبکہ اس کی عورت

تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 7/نومبر 2008ء کے خطبہ جمعہ میں تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان فرما دیا ہے۔ تمام امراء کرام، مبلغین انچارج اور صدران جماعت سے درخواست ہے کہ:

✿ ...... نئے سال کے وعدہ جات کا کام بھرپور طریق سے شروع کروا دیں۔

حضور انور نے وکالت مال کو ہدایت فرمائی ہے کہ پہلے تین ماہ یعنی 31/جنوری 2009ء تک وعدہ جات کے حصول کا کام مکمل کروایا جائے۔

✿ ...... حضور انور نے فرمایا ہے کہ تحریک جدید کے مالی نظام میں شامل ہونے والوں کی تعداد میں (خصوصاً افریقن ممالک میں) تین گنا اضافے کی گنجائش ہے۔

✿ ...... تحریک جدید کے مالی نظام میں ہر فرد جماعت (بچوں، جوانوں، عورتوں اور بڑوں) کو شامل کرنے کے لئے ٹھوس اقدامات کئے جائیں۔

✿ ...... سال میں کم از کم دو بار ہفتہ تحریک جدید منایا جائے۔

جَزَاکُمُ اللّٰہ اَحْسَنَ الْجَزَآءِ۔

(ایڈیشنل وکیل المال - لندن)

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

سامنے ہوکر بتلاسکتی ہے کہ تجھ میں فلاں فلاں عیب ہیں تو پھر عورت خدا سے کیا ڈرے گی۔ جب تقویٰ نہ ہوتو ایسی حالت میں اولاد بھی پلید پیدا ہوتی ہے۔ اولاد کا طیّب ہونا توطیّبات کا سلسلہ چاہتا ہے۔ اگر یہ نہ ہوتو پھر اولاد خراب ہوتی ہے۔ اس لئے چاہئے کہ سب توبہ کریں اور عورتوں کو اپنا اچھا نمونہ دکھلاویں۔ عورت خاوند کی جاسوس ہوتی ہے، وہ اپنی بدیاں اس سے پوشیدہ نہیں رکھ سکتا۔ نیز عورتیں چھُپی ہوئی دانا ہوتی ہیں۔ یہ نہ خیال کرنا چاہئے کہ وہ احمق ہیں۔ وہ اندر ہی اندر تمہارے سب اثروں کو حاصل کرتی ہیں۔ جب خاوند سیدھے راستے پر ہوگا تو وہ اس سے بھی ڈرے گی اور خدا سے بھی''۔ فرمایا ''عورتیں خاوندوں سے متاثر ہوتی ہیں۔ جس حد تک خاوند صلاحیت اور تقویٰ بڑھاوے گا کچھ حصہ اس سے عورتیں ضرور لیں گی''۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 163-164 جدید ایڈیشن)

پس یہ توقع ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہر احمدی مرد سے رکھی ہے۔ یہ الفاظ ہمیں جھنجھوڑنے والے ہونے چاہئیں۔ مردوں پر بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ پہلے تو عورتیں جاہل ہوتی تھیں، کم پڑھی لکھی ہوتی تھیں۔ اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے تعلیم کی روشنی نے عورتوں میں بھی عقل و شعور پہلے سے بہت بڑھا دیا ہے۔ جیسا کہ پہلے مَیں نے کہا ایسی عورتیں بھی جماعت میں ہیں اور اکثریت میں ہیں جو مَردوں کی برائیوں کی وجہ سے کڑھتی ہیں یا ان کی سختیوں کی وجہ سے علیحدہ ہو کے بیٹھ جاتی ہیں۔ اپنی نیکیاں قائم کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ اور مَردوں سے زیادہ بے چین اور پریشان بھی ہوتی ہیں۔ ایسے بھی خاندان ہیں جہاں عورتوں کو اپنی اولاد کی فکر ہوتی ہے اور بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ مَردوں کی جو بگڑی ہوئی حالت ہے اسے دیکھ کر عورتیں بعض دفعہ مَردوں سے علیحدہ ہو جاتی ہیں اور پھر اس کے نتیجہ میں اولاد پر بُرا اثر پڑتا ہے۔ اس ماحول میں جہاں بچوں کو خاص طور پر باپ کی سرپرستی کی ضرورت ہوتی ہے بچے جوانی میں قدم رکھتے ہیں تو بگڑنے لگتے ہیں۔ تو ان سب چیزوں کے ذمہ دار مَرد ہوتے ہیں۔ تو ایسے مَردوں کو بھی فکر کرنی چاہئے کہ کتنی بدقسمتی ہے کہ ہمارا خدا ہماری بقا اور ہماری نسلوں کی بقا کے لئے ایک دعا سکھا رہا ہے اور اللہ میاں کا دعا سکھانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس کو قبول کرنا چاہتا ہے اور کرتا بھی ہے اور دعا کے الفاظ میں ھَبْ لَنَا کے الفاظ استعمال کر کے یہ بتا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے سے کچھ نہیں لینا وہ تمہاری دنیا و عاقبت سنوارنے کے لئے، تمہاری نسلوں کی بقا کے لئے، صحیح راستے پر چلنے کے طریق سکھاتے ہوئے تمہیں انعام دے رہا ہے۔ ان پہ چلو گے تو انعامات کے وارث بنو گے۔ لیکن ہم اس انعام سے فیض پانے والے نہ بنے۔ پس ہمیں اپنے جائزے لیتے ہوئے اُن راستوں پر چلنے کی کوشش کرنی چاہئے جو ہمیں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا بنائیں۔ اپنے گھروں کے سکون کو بھی ہمیشہ قائم رکھیں اور اپنے بچوں اور اپنی اولادوں کی طرف سے بھی ہمیشہ آنکھیں ٹھنڈی رکھیں اور حقیقت میں ہر احمدی گھر میں تقویٰ پر قائم رہنے والے لوگ ہوں۔ احمدی معاشرے میں ہر شخص تقویٰ پر چلنے والا ہو اور یہی چیز پھر خلافت کے انعام سے بھرپور فائدہ اٹھانے والا بنائے گی اور یہی بات آنحضرت ﷺ کی غلامی میں آنے والے مسیح و مہدی اور امام الزمان کی جماعت میں شامل ہونے کا حق ادا کرنے والا بنائے گی۔ پس خوش قسمت ہیں ہم میں سے وہ جو اس اصل کو سمجھتے ہوئے وَھَّاب خدا سے جب مانگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی انہیں ایسے ایسے طریق سے قرۃ العین عطا فرماتا ہے جس کا ایک انسان تصور بھی نہیں کر سکتا۔

اولاد کے ضمن میں یہاں ایک اور بات بھی مَیں کہنی چاہتا ہوں جو بعض گھروں کے ٹوٹنے کا باعث بن رہی ہوتی ہے یا میاں بیوی کے آپس کے ناخوشگوار تعلقات کی وجہ سے اولاد پر بُرا اثر ڈال رہی ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ بعض میاں بیوی کے تعلقات اس لئے خراب ہو جاتے ہیں یا خاوند اپنی بیوی سے اس لئے ہر وقت ناراض رہتا ہے کہ لڑکے کیوں پیدا نہیں ہوتے؟ لڑکیاں کیوں صرف پیدا ہوتی ہیں؟۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ۔ یَھَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّیَھَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ الذُّکُوْرَ (الشوریٰ:50) آسمان و زمین کی بادشاہت اللہ ہی کی ہے۔ وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ جسے چاہتا ہے لڑکیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے لڑکے عطا کرتا ہے۔

اب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جسے چاہتا ہے لڑکیاں دیتا ہے جسے چاہتا ہے لڑکے دیتا ہے۔ ایک اور جگہ فرمایا جسے چاہتا ہے لڑکے اور لڑکیاں دونوں ملا کر بھی دیتا ہے۔ تو اب جو اللہ تعالیٰ کی عطا ہے اس میں کسی پر الزام دینا تقویٰ سے ہٹنے والی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو عقل اور علاج کے طریقے اس زمانے میں عطا فرما دیئے ہیں ان کے استعمال سے بہتوں کو فائدہ ہوتا ہے اور جن کو لڑکوں کی خواہش ہوتی ہے ان کے لڑکے پیدا ہو جاتے ہیں۔ لیکن یہاں بھی بعض اوقات اپنے خالق ہونے کا اور اپنی مرضی کا اظہار فرماتا ہے۔ لاکھ علاج کروالیں کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ تو اس بات پر بیویوں کی زندگی اجیرن کر دینا کہ تمہارے لڑکیاں کیوں پیدا ہوتی ہیں یا لڑکیوں کو باپ کا اس طرح پیار نہ دینا جس کا وہ حق رکھتی ہیں بلکہ ہر وقت انہیں طعنے دینا، بچیوں کے دلوں میں بھی باپوں کے لئے نفرت پیدا کر دیتا ہے۔ بعض ایسے معاملات جب سامنے آتے ہیں تو حیرت ہوتی ہے کہ ایسے لوگ بھی اس زمانہ میں ہیں جو بچوں پر اس طرح ظلم کر رہے ہیں جن کا ذکر پرانے عرب کے جہالت کے زمانے میں ملتا ہے کہ لڑکی کی پیدائش سے ان کے چہرے سیاہ ہو جاتے ہیں۔ پس یہ جہالت کی باتیں ہیں اس سے ہر مومن کو، ہر احمدی کو بچنا چاہئے۔

مَیں ایک احمدی فیملی کو جانتا ہوں، پرانی بات ہے، ان کے لڑکیاں پیدا ہوتی تھیں۔ چار پانچ بیٹیاں پیدا ہو گئیں۔ انہوں نے بیٹے کی خاطر دوسری شادی کر لی۔ اس بیوی سے بھی دو تین لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ انہوں نے بیٹے کی خاطر تیسری شادی کر لی۔ اس سے پھر تین چار بیٹیاں پیدا ہو گئیں۔ پھر چوتھی شادی کر لی، اس سے بھی اللہ تعالیٰ نے بیٹیاں ہی دیں۔ آخر جو پہلی بیوی تھی جس سے بیٹیاں پیدا ہو رہی تھیں، پہلا بیٹا جو پیدا ہوا اسی بیوی سے پیدا ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے جسے چاہتا ہے جس طرح چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ پس اگر اولاد مانگنی ہے، لڑکے مانگنے ہیں تو آپس میں لڑ کر گھروں میں بے چینیاں پیدا کرنے کی بجائے تقویٰ پر قائم ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے مانگنی چاہئے اور نیک اولاد کی دعا مانگنی چاہئے جس طرح اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن کریم میں انبیاء کے ذکر میں دعا سکھائی ہے۔

ایک جگہ فرمایا کہ رَبِّ ھَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ (الصّٰفّٰت:101) کہ اے میرے ربّ! مجھے صالحین میں سے عطا کر۔ یعنی صالح اولاد عطا کر۔

ایک جگہ یہ دعا سکھائی کہ رَبِّ ھَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ ذُرِّیَّۃً طَیِّبَۃً (سورۃ آل عمران:39) اے میرے رب! تو مجھے اپنی جناب سے پاک اولاد بخش۔

پس ہمیشہ ایسی اولاد کی دعا کرنی چاہئے یا خواہش کرنی چاہئے جو پاک ہو اور صالحین میں سے ہو اور ہمیشہ اس کے قرۃ العین ہونے کی دعا مانگنی چاہئے۔ میرے پاس جو بعض لوگ لڑکے کی خواہش کا اظہار کرتے ہیں تو مَیں ان کو ہمیشہ یہی کہتا ہوں کہ نیک اور صحت مند اولاد مانگو۔ بعض دفعہ لڑکیاں لڑکوں سے زیادہ ماں باپ کی خدمت کرنے والیاں ہوتی ہیں اور نیک ہوتی ہیں۔ ماں باپ کے لئے نیک نامی کا باعث بنتی ہیں۔ جبکہ لڑکے بعض اوقات بدنامی اور پریشانی کا باعث بن رہے ہوتے ہیں۔ پس ایک مومن کی یہی نشانی ہے کہ اولاد مانگے نیک اور صالح اور پھر مستقل اس کے لئے دعا کہ آنکھوں کی ٹھنڈک ہو۔ ورنہ ایسی اولاد کا کیا فائدہ جو بدنامی کا موجب بن رہی ہو۔ کئی خطوط میرے پاس آتے ہیں جس میں اولاد کے بگڑنے کی وجہ سے فکرمندی کا اظہار ہو رہا ہوتا ہے۔ لوگ ملتے بھی ہیں تو اظہار کر رہے ہوتے ہیں۔ پس اصل چیز دل کا سکون ہے اور اولادوں کا نیک اور صالح ہونا ہے۔ اگر یہ نہیں تو پھر اولاد بے فائدہ ہے۔

صالحین کی تعریف جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کی ہے وہ مَیں پیش کرتا ہوں۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ:

''صالحین کے اندر کسی قسم کی روحانی مرض نہیں ہوتی اور کوئی مادہ فساد کا نہیں ہوتا''۔

پس یہ معیار ہے جس کے حصول کے لئے ہمیں اپنی اولاد کے لئے دعا مانگنی چاہئے اور خود بھی اس پر چلنے کی کوشش کرنی چاہئے تاکہ آئندہ نسلوں میں بھی نیکی کی جاگ لگتی چلی جائے اور ذرّیت طیبہ پیدا ہوتی رہے جو نسل در نسل اپنے آباؤ اجداد کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک کے سامان پیدا کرتی چلی جائے اور جماعت کے لئے، خاندان کے لئے نیک نامی کا باعث ہو اور جیسا کہ مَیں نے کہا یہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک ہم اپنی حالتوں کی طرف بھی نظر رکھنے والے اور توجہ دینے والے نہیں بنتے۔ ہم خود بھی صالحین میں شامل ہونے اور تقویٰ پر قدم مارنے والے نہیں بنتے۔ پس اس چیز کو پکڑنے اور اس پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing , Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact: Anas A.Khan, John Thompson , Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panal) & David Wilson.

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel:020 8767 5005
Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch:164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- *24hrs Crime Line: 07533667921*

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمدؒ اور تحریک جدید

(محمد مقصود احمد منیب۔ ربوہ)

(دوسری قسط)

مالی نظام اور روحانی ضرورتیں

حضور انور نے یہ بات بالوضاحت بیان فرمائی کہ جماعت کے مالی نظام کا تعلق صرف جماعت کی مالی اور ظاہری ضروریات پورا کرنا نہیں ہے بلکہ یہ نظام احباب جماعت کی روحانی ضروریات کو پورا کرنے کا بھی باعث ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

''پس مالی نظام محض جماعتی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے نہیں ہے۔ ہر اس فرد کی روحانی ضرورتیں پوری کے لئے ہے جو اِس مالی نظام میں حصہ لیتا ہے اور مالی نظام میں اس کی روح کو سمجھتے ہوئے جہاں تک ممکن ہو ''سِرًّا'' جہاں تک ممکن ہو ''جَھْرًا'' بھی حصہ لینے کے نتیجے میں جو فیض جماعت پاتی ہے اس پر ہر فردِ جماعت گواہ ہے۔ اتنے مختلف طریق سے یہ فیض عطا ہوتے ہیں کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے اور اس طرح خدا ان کو بعض دفعہ گنتی کر کر کے ان کی قربانیاں واپس کرتا ہے، اِس لئے نہیں کہ خدا زیادہ دے نہیں سکتا، اِس لئے کہ فوراً زیادہ دیا جائے تو ان کو پتہ ہی نہیں لگے گا کہ کیوں ملا ہے؟ مگر ایک شخص ہے جس نے اپنی جمع شدہ پونجی میں سے کُل کی کُل پیش کرنے کا فیصلہ کر دیا جب کہ دوسری ضروریات تھیں مثلاً چار ہزار دوسو بائیس مارک تھے غالباً یہی تعداد تھی، Figure تھی۔ اس نے کہا مَیں نے اب دے دینا ہے ورنہ پھر کوئی پتہ نہیں کہاں چلا جائے؟ اور اس کے بعد اس کو ایک ایسی رقم ملتی ہے جس کا اس کو وہم وگمان بھی نہیں تھا اور وہ شمار کرتا ہے تو بعینہٖ چار ہزار دوسو بائیس مارک بنتی ہے۔ اب کوئی یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ تو کہتا ہے مَیں بڑھا کہ دیتا ہوں تو یہ کیوں دیا؟ امرِ واقعہ یہ ہے کہ بڑھانے کا مضمون بھی سمجھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ مال جب بڑھایا جاتا ہے۔ جتنا دیا ہے اُس سے زیادہ دیا جاتا ہے تو خوشی ہی تو بڑھائی جاتی ہے۔ اَور اِس میں کیا چیز ہے؟ اگر مال بڑھے اور خوشی نہ ہو تو مال جیسا بڑھا ویسا نہ بڑھا! اللہ بہتر جانتا ہے کہ مَیں اپنے بندوں کو اور کن بندوں کو کس طرح زیادہ خوشی پہنچا سکتا ہوں؟ ایسا شخص جس کو یہ علم ہو جائے کہ اللہ کے علم میں آچکا ہوں اور اس نے مجھے بتانے کے لئے مجھ سے یہ احسان کا سلوک کیا ہے وہ تو چھلانگیں مارتا پھرتا ہے۔ اُس کو تو اگر چار لاکھ مارک بھی مل جاتے تو ایسی خوشی نصیب نہ ہوتی جیسی اس طرح خوشی نصیب ہوئی کہ اللہ کی خاطر مَیں نے قربانی کی، اللہ نے مجھ پر نظر فرمائی اور دیکھو کس طرح مجھے بتا بھی دیا کہ تمہاری قربانی رائیگاں نہیں جاتی، مَیں دیکھ رہا ہوں۔ یہ وہ دیکھنا ہے جو ''سِرّ'' والوں کو نصیب ہوتا ہے اور یہ وہ دیکھنا ہے جو بتاتا ہے کہ ''سِــرّ'' تو تم کرتے ہو خدا کی خاطر مگر خدا سے کوئی ''سِــرّ'' نہیں ہے۔ اس کی نظر ہر جگہ پہنچتی ہے، ہر تاریک گوشے پر بھی پڑ رہی ہے۔ اور یہ جو عطا ہے یہ سب سے بڑی عطا ہے اور نفس کی پلیدیاں دُور ہونے کا ایک سلسلہ ہے جو شروع ہو جاتا ہے۔ جس آدمی کو یہ احساس ہو جائے کہ اللہ مجھ سے پیار کرتا ہے لازم ہے کہ وہ پھر اپنے پاکیزگی کے رستے تلاش کرے، اپنے آپ کو پاکیزہ تر کرنے کی کوشش شروع کر دے۔''

(از خطبہ جمعہ 3 نومبر 1995ء بمقام مسجد فضل لندن)

تحریک جدید میں دفتر کی تقسیم کا زمانی پہلو

تحریک جدید میں شامل ہونے والے مجاہدین کی تقسیم زمانی لحاظ سے کی گئی ہے اور ایک مخصوص وقت میں تحریک جدید میں شامل ہونے والوں کو اس تقسیم کے اعتبار سے دیکھا جاتا ہے۔ اس کی افادیت یہ ہے کہ ریکارڈ رکھنا اور حساب کتاب رکھنے میں آسانی ہو جاتی ہے۔ چنانچہ ان دفاتر کی تفصیل بیان کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا:

(1) تحریک جدید کا دفتر اوّل

دفتر اوّل کے بارہ میں تفصیلات بیان کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا:

''یہ دفتر اوّل دس سال تک بلا شرکت غیرے جاری رہا یعنی 1934ء سے 1944ء تک۔ کوئی اَور دفتر اِس کا رقیب نہیں تھا۔ جو لوگ بعد میں شامل ہوئے وہ بھی اس دفتر میں شامل ہوتے تھے لیکن 1944ء میں ایک نئے دفتر کا آغاز ہوا جسے دفتر دوم کہا جاتا ہے۔ دفتر دوم کے جاری ہونے کے بعد دفتر اوّل میں داخلے کے رستے بند ہو گئے اور نکلنے کے رستے جاری رہے یعنی پانچ ہزار یا اس سے کچھ زائد چندہ دہندگان جو دفتر اوّل میں شامل تھے، ان کو اللہ کی تقدیر بلاتی رہی اور وہ اس دنیا کو چھوڑ اپنے ربّ کے حضور حاضر ہوتے رہے اِس لئے اِس دفتر میں شامل ہونے والوں کی تعداد بڑھانے کے رستے بند تھے اور اب جس احمدی نے بھی تحریک جدید میں شامل ہونا تھا اس کے لئے صرف دفتر دوم کا دروازہ کھلا تھا۔ چنانچہ عظیم الشان قربانیاں کرنے والا یہ گروہ آہستہ آہستہ کم ہونے لگا اور آج ان میں سے صرف دو ہزار زندہ باقی ہیں جنہوں نے دفتر اوّل میں حصہ لیا تھا اور ان کے چندے کی مقدار جو اس وقت تک بیان کی گئی ہے وہ ایک لاکھ پچیس ہزار ہے جو میرے نزدیک غلط ہے۔ مَیں نے از سر نو چھان بین کیلئے کہا ہے کیونکہ یہ غلط ہے؟ مَیں اِس کی وجہ بتاؤں گا۔ بہر حال دفتر اوّل میں حصہ لینے والوں کی تعداد جہاں تک زندہ لوگوں کا تعلق ہے وہ گر کر دو ہزار تک پہنچ گئی ہے۔ لیکن تحریک جدید نے اس بات کو نظر انداز کر دیا کہ ان میں سے بہت سے ایسے ہیں جو مرنے کے باوجود بھی چندہ ادا کر رہے ہیں کیونکہ ان کی نسلیں ان کی طرف سے دے رہی ہیں ان کو لسٹ سے خارج کرنے کا کس کو حق ہے؟ اگر ان کا نام تحریک جدید نے اپنی لسٹ سے نکال دیا ہے تو یہ ان کی غلطی ہے۔ حضرت مصلح موعود کی مثال لیجئے۔ وفات کے وقت آپ کا چندہ بارہ ہزار اور چند سو روپے تھا اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اس وقت جماعت میں سب سے زیادہ چندہ آپ کا تھا بلکہ جہاں تک میرا علم ہے، ہوسکتا ہے کبھی استثناء بھی ہو گیا ہو، اگر سو فیصدی نہیں تو اکثر سالوں میں آپ کا چندہ باقی سب جماعت کے انفرادی چندوں سے ہمیشہ زیادہ رہا۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے بچوں نے اپنے مشترکہ اجلاس میں یہ فیصلہ کیا کہ مشترکہ جائیداد کے حساب میں سے سب سے پہلے ہم حضرت مصلح موعودؓ کا یہ چندہ دیتے رہیں گے اور اس چندے میں کمی نہیں آئے گی، اس کے علاوہ بھی بچوں نے اپنے طور پر حضرت مصلح موعودؓ کی طرف سے چندے لکھوائے ہیں جو وہ ادا کرتے ہیں۔ پس اس رقم میں اضافہ ہو رہا ہے کمی نہیں ہوئی۔ جس کا چندہ جاری ہے وہ کس طرح مر سکتا ہے؟

اس لئے دفتر اوّل کی از سر نو ترتیب کرنی پڑے گی۔ میری خواہش یہ ہے کہ یہ دفتر قیامت تک جاری رہے اور جو لوگ ایک مرتبہ اسلام کی ایک مثالی خدمت کر چکے ہیں۔ ان کا نام قیامت تک مٹنے نہ پائے اور ان کی اولادیں ہمیشہ ان کی طرف سے چندے دیتی رہیں اور ایک بھی دن ایسا نہ آئے جب ہم یہ کہیں کہ اس دفتر کا ایک آدمی فوت ہو چکا ہے۔ خدا کے نزدیک بھی وہ زندہ رہیں اور قربانیوں کے لحاظ سے اس دنیا میں بھی ان کی زندگی کی علامتیں ہمیں نظر آتی رہیں۔ پس اس نقطۂ نگاہ سے تحریک جدید کو دفتر اوّل کی از سر نو ترتیب قائم کرنی پڑے گی، اس کو پھر منظّم کرنا پڑے گا اور وہ بچے جو اپنے والدین یا بزرگوں کی طرف سے رقمیں ادا کر رہے ہیں اگر وہ بزرگ مر بھی چکے ہیں تو وہ زندہ شمار ہونے چاہئیں جہاں تک تحریک جدید کا تعلق ہے اور ان کے نام اس فہرست سے نہیں نکالے جائیں گے۔ بچوں کے چندوں میں سے اتنا کم کر کے جو انہوں نے اپنے والدین کے نام پر لکھوایا ہے اس فہرست میں منتقل کیا جائے جو دفتر اوّل کی فہرست ہے اور پھر صحیح صورت حال پیش کی جائے کہ اب کیا شکل بنتی ہے؟ مجھے امید ہے اور بھاری توقع ہے کہ انشاء اللہ ان بزرگوں کے بچے ان کی قربانیوں کو ضائع نہیں ہونے دیں گے اور کبھی ایسا وقت نہیں آئے گا کہ دفتر اوّل کے چندے کی مقدار کم ہونی شروع ہو جائے۔ یہ انشاء اللہ تعالیٰ بڑھتی رہے گی۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 5 نومبر 1982ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

یوں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت نے اپنے پیارے آقا کی اس تحریک پر لبیک کہا اور یوں قربانیاں کرنے والے اور قربانیوں کی بنیادیں اُستوار کرنے والے یہ وفات یافتہ بزرگ از سر نو زندہ ہو گئے اور انشاء اللہ تا قیامت زندہ رہیں گے۔ اس اعتبار سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا ان بزرگوں پر ایک یہ بھی احسان ہے کہ ان کو آپ نے تا قیامت زندۂ جاوید کر دیا اور جماعت کے سامنے یہ بات رکھ دی کہ اپنے اسلاف کو، ان کی قربانیوں کو اور ان کے جذبے کو ہمیشہ زندہ رکھنے والی قومیں ہی تاریخ میں زندہ رہ سکتی ہیں۔

(2) تحریک جدید کا دفتر دوم

دفتر دوم کے حوالے سے آپ نے تعارف کراتے ہوئے بیان فرمایا:

''دفتر دوم کا آغاز 1944ء میں ہوا اور اب یہ دفتر اڑتیس سال کا ہو چکا ہے۔ اس نے بھی ایک عرصہ تک بلا شرکتِ غیر چندہ دینے والے وصول کئے یعنی اگرچہ دفتر اوّل میں داخلے کا رستہ بند ہو چکا تھا لیکن اس دفتر میں داخلہ جاری رہا اور اکیس سال تک یہ بغیر کسی رقابت کے جماعت کے چندہ دہندگان حاصل کرتا رہا۔ ان میں سے کچھ جاتے بھی رہے اور خدا کے حضور پیش ہوتے رہے لیکن زیادہ تعداد اندر آنے والوں کی تھی۔ یہاں تک کہ 1965ء میں اس دفتر کو بند کر دیا گیا، ان معنوں میں کہ اس کے داخلے کے رستے بند ہو گئے، ویسے یہ دفتر جاری ہے اور دفتر سوم کا آغاز ہوا۔ اس وقت تک اس کے چندہ دہندگان کی جو تعداد تھی وہ تو میرے سامنے نہیں آئی لیکن اس عرصہ میں جو سترہ سال کا عرصہ ہے لازماً ایک بڑی تعداد فوت ہو گئی ہو گی۔ مگر کم ہونے کے باوجود اس وقت ان کی تعداد اٹھارہ ہزار پانچ سو یا اٹھارہ ہزار چھ سو کے قریب ہے۔ اور ان کا مجموعی چندہ تیرہ لاکھ سے زائد اور چودہ لاکھ سے کچھ کم ہے یعنی تیرہ اور چودہ لاکھ کے درمیان ہے۔ اس دفتر والوں کو بھی یہی نصیحت کرتا ہوں کہ جو دوست فوت ہو چکے ہیں، دفتر دوم کی آئندہ نسلیں ان کے نام کو زندہ رکھنے کی خاطر یہ عہد کریں کہ کوئی فوت شدہ اس لسٹ سے غائب نہ ہونے دیا جائے گا اور ان کی قربانیاں جاری رہیں گی تا کہ ہمیشہ ہمیش کیلئے اللہ کے نزدیک وہ فعال شکل میں زندہ نظر آئیں۔ یعنی ایک تو زندگی ہے ہی کہ نیک لوگ جو خدا کے حضور حاضر ہوتے ہیں وہ زندہ رہتے ہیں لیکن نیک اعمال کی صورت میں اگر ان کی وفات کے بعد ان کی طرف سے قربانیاں جاری رکھی جائیں تو آنحضرت ﷺ ہمیں خبر دیتے ہیں، اور ان سے سچی خبر دینے والا کوئی انسان پیدا نہیں ہوا، کہ وہ نیک لوگ جو نیک کام کرتے ہوئے فوت ہو جائیں اور ان کی اولاد ان کی نیکیوں کو جاری رکھے۔ تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان نیکیوں کا ثواب ان کو پہنچتا رہتا ہے۔ اس لحاظ سے میرا مطلب ہے کہ وہ عملاً بھی اس دنیا کی فعال زندگی میں زندہ رکھے جائیں گے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 5 نومبر 1982ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

یوں اللہ تعالیٰ کے فضل ورحم کے ساتھ یہ دفتر اور اس دفتر میں شامل ہونے والے احباب جماعت آج بھی زندہ جاوید ہیں کیونکہ انہوں نے ایسی نسلیں اپنے پیچھے چھوڑی ہیں جو ان کی نیکیوں کا تسلسل قائم رکھے ہوئے ہیں۔

(3) تحریک جدید کا دفتر سوم

تحریک جدید کے دفتر سوم کے بارہ میں ذکر کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا:

''تیسرے دفتر کو قائم ہوئے آج سترہ سال ہو چکے ہیں اور اس سترہ سال کے عرصہ میں اس دفتر میں جتنے شامل ہونے چاہئیں تھے اس سے بہت کم تعداد میں شامل ہوئے ہیں یعنی مشکل سے صرف پانچ ہزار تک پہنچے ہیں۔ حالانکہ دفتر اوّل کے وقت جماعت کی جو تعداد تھی اور بچے ہونے کی جو رفتار تھی اس کے لحاظ سے دس سال کے اندر پانچ ہزار کی تعداد کو حاصل کرنا کافی نہیں اور جبکہ خدا کے فضل سے جماعت کا عظیم الشان پھیلاؤ ہو چکا ہے اور روزانہ مجھے بچوں کے جس قدر نام رکھنے پڑتے ہیں وہی اتنے ہیں خدا کے فضل کے ساتھ کہ اب تک پانچ ہزار کیا اگر دفتر سوم میں شامل ہونے والوں کی تعداد تیس چالیس ہزار بھی ہو جاتی تو مجھے تعجب نہ ہوتا۔ پس معلوم ہوتا ہے کہ دفتر سوم کی طرف غفلت کی گئی ہے۔ ہوسکتا ہے اس میں منتظمین کا بھی کچھ قصور ہو اور ہوسکتا ہے ہمارا بحیثیت جماعت یہ قصور ہو کہ ہم نے آئندہ نسلوں کی صحیح تربیت نہیں کی؟ تربیت کیلئے یہ ایک بہت ہی اہم نقطہ ہے کہ بچوں سے بہت بچپن ہی سے چندہ لینا شروع کرو۔ ان کو ہفتہ وار یا ماہوار کچھ رقم دو اور پھر ان سے کچھ خدا کے نام پر لو اور ان کو بتاؤ کہ ہم یہ کس غرض کیلئے لے رہے ہیں؟ اس لحاظ سے دفتر سوم کیلئے بہت ہی وسیع گنجائش موجود ہے اور اگرچہ یہ گنجائش پاکستان میں بھی ہے لیکن پاکستان سے بہت بڑھ کر غیر ممالک میں ہے کیونکہ غیر ممالک کا چندہ عام اور چندہ وصیت اس وقت پاکستان کے چندہ عام اور چندہ وصیت سے دُگنے سے بھی زائد ہے لیکن ان کا چندہ تحریک جدید انجمن احمدیہ پاکستان کے چندہ کا تقریباً نصف ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ وہاں

کم ازکم چار گنا گنجائش موجود ہے۔ اسی طرح چندہ عام اور چندہ وصیت میں بھی ابھی بہت گنجائش ہے۔ اللہ کے فضل سے جماعتیں تیزی کے ساتھ چندہ باشرح دینے کی طرف آرہی ہیں اور بہت خوشکن رپورٹیں موصول ہورہی ہیں لیکن میرا جو ابتدائی جائزہ تھا اس سے یہی معلوم ہوا ہے کہ ابھی بہت بھاری تعداد ایسی موجود تھی جو چندہ ادا ہی نہیں کررہی تھی یا اگر ادا کرتی بھی تھی تو شرح کے مطابق نہیں دے رہی تھی اور چندہ دہندگان میں سے ایک بھاری تعداد ایسی تھی جس نے سرے سے تحریک جدید میں شمولیت ہی نہیں کی تو معلوم یہ ہوتا ہے کہ تحریک جدید نے بیرونی آمد کو بڑھتا ہوا دیکھ کر یہ سمجھ لیا کہ اب تحریک جدید کی طرف توجہ کی ضرورت نہیں اور یہ ایک بہت بڑی غلطی ہے۔ قربانی کرنے والی کسی جماعت کو قربانی کی بعض راہوں سے محروم کردینا بہت بڑا ظلم ہے یعنی اچھے بھلے قربانی کرنے والے نہایت مخلص لوگ دوسرے چندے دے رہے ہیں لیکن ان کو توجہ ہی نہیں دلائی جارہی کہ تم نے تحریک جدید کا چندہ بھی دینا ہے۔ ذرا سی توجہ دلائیں تو وہ بڑے جوش کے ساتھ آگے آئیں گے۔

دراصل ہوا یہ کہ بیرون پاکستان جو اس وقت ہندوستان تھا جتنی جماعتیں تھیں ان میں جہاں تک تبلیغ کا اور تحریک جدید کے مشنز کا تعلق ہے ان کا تعلق صرف چندہ تحریک جدید سے تھا اور جہاں تک حصہ آمد اور چندہ عام کا تعلق ہے وہ صدر انجمن احمدیہ کے نام شمار ہوتا تھا مگر کچھ عرصے کے بعد حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے وقت میں ہی انتظامی تبدیلی کی گئی اور تمام چندہ عام ہو یا چندہ وصیت وہ تحریک جدید کی طرف منتقل کردیا گیا۔ جب تک یہ نہیں ہوا تھا تحریک جدید کو فکر رہتی تھی کہ ہم نے اپنا خرچ کس طرح پورا کرنا ہے اس لئے وہ تحریک جدید کے چندہ کی طرف توجہ کرتی تھی جب اچانک ان کو Windfall یعنی درختوں کا جھاڑ، وہ پھل جو خود بخود نیچے آرہتا ہے اس کو Windfall کہا جاتا ہے، مل گئی تو ان کو خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑی سہولت حاصل ہوگئی، بہت سا زائد روپیہ جس کا ان کو گمان بھی نہیں تھا وہ ان کو مل گیا اور انہوں نے کہا اب یہ تھوڑا سا تحریک جدید کا چندہ ہے اس کی کیا ضرورت ہے؟ اس کو بے شک چھوڑ دو۔ حالانکہ تحریک جدید کا تھوڑا سا چندہ جو ان کو نظر آرہا ہے اس کی تو کوئی بھی حقیقت نہیں۔ وہ بے شمار اخلاص جو ضائع ہورہا ہے اس کی حقیقت ہے یعنی تھوڑے سے چندے کو دیکھتے رہے اور یہ نہ دیکھا کہ بے شمار اخلاص ہے جماعت کا جس کو یہ ضائع کررہے ہیں۔ ان کو قربانی کے مواقع سے محروم کررہے ہیں۔ تحریک جدید کا کیا حق تھا کہ جماعتوں کو قربانی کی راہوں سے اپنی غفلت کی وجہ سے محروم کردیں؟ اس لئے مَیں نے تحریک جدید میں ایک نئی وکالت قائم کی ہے تاکہ وکالت مال کا بوجھ بٹ جائے اور اب وکالت مال ثانی خالصۃً بیرونی دنیا میں چندہ تحریک جدید کے لئے وقف ہوگی۔ یعنی اس کے آمد وخرچ کا حساب اس کے ساتھ متعلق ہوگا اور بہت سے زائد بوجھ ان پر پڑے ہوئے تھے اب وہ ہٹا دیئے گئے ہیں۔

......مَیں امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ جو اس وقت کا بگڑا ہوا توازن ہے وہ درست اور برقرار ہوجائے گا اور بیرونی دنیا کی تحریک جدید کی قربانی بھی پاکستان کی قربانی کے مطابق ہوجائے گی لیکن خود پاکستان میں بھی ابھی بڑی گنجائش موجود ہے اس لئے جب ہم ان کو تیز کریں گے تو اپنے آپ کو نہیں بھلا سکتے یعنی پاکستان میں بسنے والے احمدی بحیثیت پاکستانی احمدیوں کے اپنے آپ کو نہیں بھلا سکتے۔ میرا جائزہ یہ ہے کہ یہاں بھی دفتر سوم میں بڑی بھاری گنجائش موجود ہے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 5نومبر1982ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

دفتر سوم کے تعلق میں

لجنہ اماء اللہ کی ذمہ داری

حضور انور نے دفتر سوم کے کام کی رفتار تیز کرنے کیلئے اسے ایک ذیلی تنظیم کے سپرد فرمانے کا اعلان بھی کیا اور چونکہ دفتر اوّل خدام الاحمدیہ کی خصوصی تحویل میں تھا اور دفتر دوم انصار اللہ کی اس لئے دفتر سوم لجنہ اماء اللہ کے سپرد کر دیا گیا تاکہ اس کے کام میں بھی تیزی آسکے چنانچہ آپ نے فرمایا:

''یہ کام مَیں لجنہ اماء اللہ کے سپرد کرتا ہوں کیونکہ اس سے پہلے دو دفتروں میں سے ایک دفتر یعنی دفتر اوّل خدام الاحمدیہ کی خصوصی تحویل میں دے دیا گیا ان معنوں میں کہ وہ چندوں کی طرف خصوصی توجہ کریں۔ دفتر دوم انصار اللہ کے سپرد کیا گیا کہ وہ اس طرف توجہ کریں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے انصار نے اس میں بڑی محنت سے کام کیا ہے۔ تیسرا دفتر، دفتر سوم کسی ذیلی تنظیم کے سپرد نہیں کیا گیا، ہوسکتا ہے یہ بھی وجہ ہو اس میں غفلت اور کمزوری کی، تو امید ہے کہ لجنہ اماء اللہ انشاء اللہ تعالیٰ بڑی تیزی کے ساتھ اس طرف توجہ کرے گی اور لجنہ کا تجربہ یہ ہے کہ جب وہ کسی کام کی طرف توجہ کرتی ہیں تو ان کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ مردوں کو شرمندہ کریں اور ان کو پیچھے چھوڑ جائیں اور بسا اوقات وہ اس میں کامیاب بھی ہوجاتی ہیں اِس لئے مرد بھی کمر کس لیں جب وہ دوڑیں گی تو آپ کو بھی دوڑنا پڑے گا۔ آپ قوّام ہیں آپ کو اپنا وقار اور اپنا مقام قائم رکھنے کے لئے قربانیوں میں لازماً آگے بڑھنا ہوگا۔ اس طرح خدا تعالیٰ کے فضل سے فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ کا ایک بہت ہی حسین منظر ہمارے سامنے آجائے گا یعنی جماعت کے تمام حصے ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کیلئے دوڑ کررہے ہوں گے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 5نومبر1982ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

انقلاب انگیز الفاظ

دفتر سوم کا اعلان اور اس کی ذمہ داری لجنہ اماء اللہ پر ڈالتے ہوئے اسی خطبہ کے آخر پر حضور انور نے انقلاب انگیز الفاظ میں احباب جماعت کو جھنجھوڑتے ہوئے بعض باتیں پیشگوئی کے رنگ میں بیان فرمائیں جن سے نہ صرف ایمان تازہ ہوتے ہیں بلکہ ایک ایسے جذبے اور ولولے کے ساتھ انسان اٹھ کھڑا ہوتا ہے کہ جس کے سامنے نصب العین کے طور پر صرف اور صرف فتح ہی ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم دنیا کے بڑھتے ہوئے تقاضوں کے مطابق ہر آن بڑھتی ہوئی قربانی پیش کرتے رہیں۔ خدمت کے نئے نئے میدان ظاہر ہورہے ہیں اور بڑی تیزی کے ساتھ پھیل رہے ہیں اور دنیا کی طرف سے آپ کو بڑی کثرت کے ساتھ بلاوا دیا جارہا ہے، آپ کو! جو جماعت احمدیہ کے خدام ہیں، جو جماعت احمدیہ کے انصار ہیں، جو جماعت احمدیہ کی لجنات ہیں! دنیا کے ممالک آپ کو بلا رہے ہیں کہ آؤ اور ہمیں بچاؤ! اگر آپ نے اس آواز پر لبیک نہ کہا تو کوئی ایسا کان نہیں ہے جس کے پردے اس آواز سے لرزنے لگیں اور یہ آواز ان کے دلوں میں ارتعاش پیدا کردے۔ اوّل تو ان کو کوئی بلا نہیں رہا اور اگر بلائے گا بھی تو سننے والے کان نہیں ہیں اور اگر سننے والے کان بھی ہوں تو وہ دل میسر نہیں جو عمل کے لئے بے قرار ہوجاتے ہیں، جو خدا کی خاطر قربانیوں کے نام پر ہیجان پکڑ جاتے ہیں اور وہ اعضاء میسر نہیں ہیں جو عمل کے لئے بے قرار ہوجاتے ہیں۔ یہ توفیق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کو عطا ہوئی ہے اس لئے ساری دنیا کے تقاضے آپ نے ہی پورے کرنے ہیں۔

پس دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ ان پھیلتے ہوئے تقاضوں کے مطابق ہمیں آگے بڑھنے اور لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ اور اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین''۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 5نومبر1982ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

دفتر سوم میں قابل قدر اضافے

کیسے ہوسکتا تھا کہ امام جماعت احمدیہ جماعت کو تحریک کرے اور جماعت کے جملہ احباب اس میں تن، من، دھن کی بازی نہ لگا دیں؟ چنانچہ یہی ہوا اور 1982ء میں کی گئی تحریک کے نتائج 1983ء میں شاملین کے اعتبار سے بھی اور چندہ کے اعتبار سے بھی اچانک بڑھ گئے۔ حضور انور نے اس کے بارہ میں فرمایا:

''مَیں نے دفتر سوم کے متعلق یہ تحریک کی تھی کہ ہماری نئی نسلوں میں خدا کے فضل سے ایسی بہت بڑی تعداد بالغ ہورہی ہے جو تحریک جدید کے کسی دفتر میں شامل نہیں ہوسکی۔ چنانچہ اس سلسلہ میں مَیں نے لجنہ اماء اللہ کے اُوپر ذمہ داری ڈالی تھی کہ وہ دفتر سوم میں اضافہ کی خصوصیت کے ساتھ کوشش کریں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی فضل فرمایا۔ گزشتہ سال تحریک جدید کے چندہ دہندگان کی تعداد 27209 تھی جبکہ امسال لجنہ اماء اللہ کی خصوصی کوشش کے نتیجہ میں یہ 39599 ہوگئی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امسال 12390 زائد احمدیوں کو تحریک جدید کے چندہ میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔ لجنہ نے بڑی ہمت کی ہے خصوصاً کراچی، راولپنڈی، ربوہ، فیصل آباد، لاہور، سیالکوٹ، خان پور اور کھاریاں کی لجنات نے بہت محنت سے کام کیا ہے۔ مجھے سب سے زیادہ خوشی ان چندہ دہندگان کی تعداد کے بڑھنے کی ہے کیونکہ یہ وہ لوگ تھے جو ایک نیکی سے محروم تھے، یہ 12390 احمدی جو پہلے تحریک جدید کے چندہ میں شمولیت سے محروم تھے، محض خوشخبریوں میں شامل ہوا کرتے تھے اور قربانیوں میں شامل نہیں تھے اب اللہ تعالیٰ نے ان پر بہت بڑا احسان فرمایا ہے کہ ان کو اس عظیم قربانی میں حصہ لینے کی توفیق بخشی ہے اور جب نیکی کی ایک دفعہ توفیق مل جائے تو یہ ایک تجربہ ہے اور قانون قدرت ہے کہ پھر لازماً آگے بڑھنے کی توفیق ملتی ہے۔ یہ وہ خوش قسمت ہیں جن کو اس سال تحریک جدید میں شمولیت کی توفیق ملی۔ انشاء اللہ وہ آئندہ بھی اپنے رب کریم سے اس سے بہت بڑھ کر توفیق پاتے رہیں گے۔ جماعت احمدیہ کی قربانی کرنے والی فوج میں اس غیر معمولی اضافہ پر ہم اللہ تعالیٰ کے بے حد احسان مند ہیں اور جتنا بھی شکر کریں کم ہے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 28/اکتوبر1983ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

(4) تحریک جدید کا دفتر چہارم

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اپنے دورِ خلافت میں تحریک جدید کے 52ویں سال کے اعلان کے موقع پر تحریک جدید کے دفتر چہارم کا بھی اعلان فرمایا اور بالوضاحت ذکر فرمایا کہ ایک دفتر کے بعد دوسرے، دوسرے کے بعد تیسرے اور اب چوتھے دفتر کے شروع کرنے کی کیا کیا وجوہات اور برکات ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

''اس موقع پر دفتر چہارم کا اعلان کرنا تھا۔ (کتنے سال کے بعد دفتر کا اعلان ہوتا ہے انیس سال کے بعد تو اب یہ بیسواں سال ہے۔ بیس ہوچکے ہیں) بیس سال گزر چکے ہیں دفتر سوم پر اور اب وقت آگیا ہے کہ ہم دفتر چہارم کا اعلان کریں۔ اس دفتر سے مراد یہ ہے کہ ہر نئی نسل جو بیس سال کے بعد پیدا ہوکر بڑی ہورہی ہے یعنی پورے بیس سال کے عرصہ میں کامل بلوغت تک پہنچ جاتی ہے اس کے لئے نئے کھاتے شروع ہوجائیں اور نئے سرے سے نئی فہرستیں تیار ہوں۔ خاص طور پر پاکستان سے باہر ابھی بہت گنجائش ہے تحریک جدید کے چندہ دہندگان کی تعداد بڑھانے کی، اس لئے اب مَیں آج اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان کے ساتھ اور اس کی دی ہوئی توفیق کے مطابق دفتر چہارم کا بھی اعلان کرتا ہوں۔ آئندہ سے جو بھی نیا چندہ دہندہ تحریک میں شامل ہوگا وہ دفتر چہارم میں شامل ہوگا اور باہر کی دنیا میں خصوصیت کے ساتھ بچوں کو نئے احمدیوں کو نئے بالغ ہونے والوں کو اس میں شامل کریں۔ بہت معمولی قربانی کے ساتھ ایک بہت عظیم الشان اعزاز آپ کو نصیب ہوجائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔'' (از خطبہ جمعہ مورخہ 25 اکتوبر 1985ء بمقام مسجد فضل لندن)

(باقی آئندہ)

✿✿✿✿✿✿

واعظ کی جنت

ارض پاکستان میں ارزاں ہے خون بے گناہ
حرمت اسلام ہے پامال تا حدّ نگاہ
ہے اگر مُلّا کی جنت میں بھی ایسا ہی نظام
ایسی جنت سے خداوندا خداوندا پناہ

(لفٹیننٹ جنرل عبدالعلی ملک۔مرحوم)

قائم شدہ 1952
خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز ربوہ
ریلوے روڈ 6214750 6214760
اقصیٰ روڈ 6212515 6215455
پروپرائٹر میاں حنیف احمد کامران
Mobile: 0300-7703500

بقیہ:مصالح العرب از صفحہ نمبر 4

أینما کنت۔ والسلام خاکسار مرزامحمود احمدؔ‘‘۔

(از تاریخ احمدیت جلد7 صفحہ 484 تا 490)

حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کی مصر میں آمد

حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ان دنوں لندن سے اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد ہندوستان واپس آنے والے تھے۔ حضرت خلیفہ ثانیؓ نے آپ کے بارہ میں بھی ارشاد فرمایا کہ میاں ناصر بھی جو اپنی عربی کی تعلیم کے بعد انگریزی تعلیم کی تکمیل کے لئے انگلستان گئے تھے واپس آرہے ہیں اور وہ بھی عربی کے ساتھ دوبارہ مَس پیدا کرنے کے لئے مصر میں ٹھہریں گے۔ چنانچہ آپ لندن سے 28 جولائی 1938ء کو قاہرہ تشریف لائے۔

جماعت احمدیہ مصر کی طرف سے آپ کا اور صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کا قاہرہ اسٹیشن پر شاندار استقبال کیا گیا۔ بلکہ السید احمد علی اور السید محی الدین الحصنی اور بعض دوسرے مخلصین تو پورٹ سعید میں جہاز پر بھی تشریف لے گئے۔

جماعت احمدیہ قاہرہ (مصر) حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحبؒ کے ہمراہ

ہندوستانی لیڈرز

معزز صاحبزادگان کرام نے اپنی پڑھائی کے ساتھ ساتھ مختلف درسگاہوں اور انسٹیٹیوٹس کے دورہ جات بھی کرنے شروع کئے۔ اس سلسلہ میں قاہرہ مصر سے شائع ہونے والے ایک اخبار ’’الجہاد‘‘ نے اپنے شمارہ 10/ رجب 1357ھ بمطابق 5/ ستمبر 1938ء کو ’’ہندوستانی لیڈرز دینی انسٹیٹیوٹس کے صدر دفتر میں‘‘ کے عنوان سے جو خبر شائع کی اس کا ترجمہ اس طرح ہے کہ:

حضرت السید مرزا ناصر احمد اور السید مرزا مبارک احمد صاحب، جو کہ ہندوستان میں مسلمانوں کے بڑے بڑے لیڈروں میں سے ہیں، نے کل دینی انسٹیٹیوٹس کے صدر دفتر کا دورہ کیا۔ اس دورہ کے دوران انکے ساتھ مکرم منیر الحصنی صاحب بھی تھے، وہاں جامعہ ازہر کے علوم ریاضیات کے انچارج الاستاذ خالد بک حسنین نے ان سے ملاقات کی اور جامعہ الأزہر کی عالم اسلامی میں اہمیت پر روشنی ڈالی۔ بعد میں انہوں نے جامعہ الأزہر میں رائج تعلیمی نظام اور اسکے خدوخال کے بارہ میں بھی بتایا۔

(بحوالہ البشریٰ اگست ستمبر 1938ء صفحہ60)

شیخ الأزہر پر اتمام حجت

صاحبزادگان نے اقامت مصر کے دوران جماعت احمدیہ کی تربیت اور زیر تبلیغ دوستوں تک پیغام حق پہنچانے کے علاوہ بعض مشہور مصری علماء سے بھی ملاقاتیں کیں۔ چنانچہ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے شیخ الأزہر مصطفیٰ المراغی سے ملاقات کی اور ان کے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلاۃ والسلام کی بعثت کا ذکر کر کے ایمان لانے کی ترغیب دی۔ اور حضورؑ کے صدق پر قرآن مجید سے واضح دلائل و براہین دیئے لیکن افسوس شیخ صاحب نے بجائے علمی رنگ میں جواب دینے کے یہ کہہ کر پیچھا چھڑایا کہ آپ عجمی ہیں اور ہم صواحب لغۃ القرآن ہیں۔ قرآن ہماری زبان میں اترا ہے اس لئے ہم اس کے معنے بہتر سمجھتے ہیں۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے اپنی ملاقات میں جماعت احمدیہ کی عالمگیر تبلیغی مساعی اور ان کے شاندار نتائج پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ:

’’آج اسلام اگر ترقی کرسکتا ہے تو اس کا ذریعہ صرف یہ ہے کہ دنیا کو اسلام کے جھنڈے تلے لانے کی کوشش کرے۔

اس کے بعد ان سے پوچھا کہ آپ نے غیر مسلموں میں تبلیغ کا کیا پروگرام بنایا ہے؟

وہ جواباً کہنے لگے کہ سید جمال الدین افغانی مرحوم سے کسی نے سوال کیا کہ تم چین و جاپان کے لوگوں کو جن کی تعداد دنیا کے اکثر حصوں سے زیادہ ہے، کیوں جا کر تبلیغ نہیں کرتے اور کیوں انہیں مسلمان نہیں بنا لیتے؟ تو سید جمال الدین صاحب نے جواب دیا کہ مَیں ان میں جا کر انہیں کیا کہوں؟ کس چیز کی طمع دلاؤں جو ان کے پاس نہیں ہے؟ اور اسلام قبول کرنے سے انہیں کیا مل جائے گا؟ اگر انہیں یہ کہوں کہ اسلام قبول کرو تم تعداد میں ترقی کرو گے یا سیاست میں ترقی کرو گے، یا تم ایک آزاد مستقل امت ہونے کا انعام پاؤ گے، یا تمہارا علم زیادہ ہوگا اور عقل تیز ہوگی تو چونکہ یہ سب چیزیں ان کو اب بھی حاصل ہیں۔ اس لئے وہ مجھے جواب دے سکتے ہیں کہ جن چیزوں کی خاطر تم ہمیں اسلام کی دعوت دیتے ہو وہ ہمارے پاس پہلے سے ہی موجود ہیں۔ ہمیں ان کی ضرورت نہیں۔ لہذا اگر میں جاپان و چین میں جا کر تبلیغ کروں تو کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا۔ بلکہ وہ بالعکس کہہ سکتے ہیں اگر اسلام امتوں کو آزاد کراتا ہے اور ترقی و علم و برتری عطا کرتا ہے تو کیوں تم مسلمان اس طرح ذلیل حالت میں ہوتے۔

اس کے بعد کہنے لگے: یہی جواب ہمارا آج ہے۔ اگر ہم یورپ میں جا کر تبلیغ کریں تو وہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمیں سب کچھ بحمد اللہ بغیر اسلام حاصل ہے ہمیں اسلام کی ضرورت نہیں ہے۔

حضرت صاحبزادہ صاحب نے جوابا فرمایا: اسلام کا مقصد صرف یہ عارضی ترقی نہیں بلکہ اسلام تو ابدی زندگی پیش کرتا ہے جو دنیا میں بھی ابدی ہے اور عالم ثانی میں بھی ابدی۔ جن ترقیات روحانی کو اسلام پیش کرتا ہے یہ دنیاوی معمولی ترقیات ان کے عشر عشیر بھی نہیں ہیں۔ پھر نہایت واضح صورت میں اسلامی انعامات بیان کرنے کے بعد فرمایا: اگر آپ کا یہ نظریہ تسلیم بھی کر لیا جائے تو اسلامی تاریخ اس سے موافقت نہیں کرتی کیونکہ آنحضرت ﷺ کی بعثت کے زمانے میں بھی مثلاً روم اور عجم کی قومیں بہت ترقی یافتہ اور مستقل آزاد حکومتیں تھیں پھر ان کو کیوں صحابہ کرامؓ نے اسلام کا پیغام پہنچایا؟

اس ملاقات کا ذکر مصر کے تقریباً تمام بڑے بڑے روزناموں نے کیا۔

(الفضل 7/ اکتوبر 1938ء ص5-6 بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 7 صفحہ 493 تا495)

سچ کی جیت

حق بالآخر غالب آ کر رہتا ہے اور باطل کے خواہ کتنے ہی کثیف بادل کیوں نہ ہوں سچائی کا سورج طلوع ہو کے ہی رہتا ہے۔ یہی شیخ الأزہر مصطفیٰ المراغی تھے جنہوں نے 1938ء میں حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کو کہا تھا کہ: ’’آپ عجمی ہیں اور ہم صواحب لغۃ القرآن ہیں۔ قرآن ہماری زبان میں اترا ہے اس لئے ہم اس کے معنے بہتر سمجھتے ہیں۔‘‘

پھر یہی مصطفیٰ المراغی تھے، جو 1945ء تک شیخ الأزہر رہے، اور 1945ء میں ہی انہوں نے تیس جلدوں پر مشتمل ایک تفسیر ’’تفسیر المراغی‘‘ شائع کی۔ جس میں انہیں وفات مسیح کا قائل ہونا پڑا اور لفظ توفّی کے وہ معنے کئے جو جماعت احمدیہ کرتی ہے۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ اہل زبان ہونے کے دعوے کے بعد انہوں نے اس بارہ میں کیا لکھا:

آیت کریمہ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ (آل عمران :56) کی تفسیر میں محض دو سطروں میں ان لوگوں کی رائے درج کی جو اس آیت میں تقدیم و تاخیر کے قائل ہیں یعنی یہ سمجھتے ہیں کہ اس آیت کا معنی اس کے الفاظ کی موجودہ ترتیب کے لحاظ سے نہیں سمجھنا چاہئے بلکہ رفع پہلے ہے اور توفّی بعد میں۔ اس کے بعد لکھتے ہیں کہ دوسری رائے یہ ہے:

أن الآیۃ علیٰ ظاھرھا وأن التوفی ھو الإماتۃ العادیۃ، وأن الرفع بعدہ للروح، ولا غرابۃ فی خطاب الشخص وإرادۃ روحہ، فالروح ھی حقیقۃ الإنسان، والجسد کالثوب المستعار......۔

والمعنیٰ إنی ممیتک وجاعلک بعد الموت فی مکان رفیع عندی، کما قال فی إدریس علیہ السلام ”ورفعناہ مکانا علیا“۔

یعنی دوسری رائے یہ ہے کہ اس آیت کو اس کی موجودہ ظاہری ترتیب کے اعتبار سے ہی سمجھنا چاہئے لہذا اس میں وارد لفظ توفی کا مراد طبعی موت ہے اور طبعی موت کے بعد جو رفع ہوتا ہے وہ روح کا ہوتا ہے۔ اور اس میں کوئی اچنبھے والی بات نہیں ہے کہ کسی شخص کو مخاطب کر کے کچھ کہا جائے جبکہ مراد اس کی روح ہو، کیونکہ انسان کی اصل حقیقت تو اس کی روح ہی ہے جبکہ جسم کی حقیقت ایک مستعار لئے ہوئے کپڑے سے زیادہ نہیں ہے۔ چنانچہ آیت کا مطلب یوں ہوگا کہ: مَیں تجھے موت دوں گا اور موت کے بعد تجھے اپنے حضور ایک بلند مرتبت مقام پر فائز کروں گا۔ انہی معنوں میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ادریس علیہ السلام کے بارہ میں فرمایا: ’’ورفعناہ مکانا علیا‘‘۔

وحدیث الرفع والنزول آخر الزمان حدیث آحاد یتعلق بأمر اعتقادی، والأمور الاعتقادیۃ لا یؤخذ فیھا إلا بالدلیل القاطع من قرآن وحدیث متواتر، ولا یوجد ھنا واحد منھما۔ وأن المراد بنزولہ وحکمہ فی الأرض غلبۃ روحہ وسرّ رسالتہ علی الناس بالأخذ بمقاصد الشریعۃ دون الوقوف عند ظواھرھا والتمسک بقشورھا دون لبابھا۔ ذاک أن المسیح علیہ السلام لم یأت للیھود بشریعۃ جدیدۃ، ولکن جاء بما یزحزحھم عن الجمود علیٰ ظواھر ألفاظھا۔ فکان لا بد لھم من إصلاح عیسوی یبین لھم أسرار الشریعۃ وروح الدین وکل ذلک فی القرآن الکریم الذی حجبوا عنہ بالتقلید۔

اور حدیث رفع و نزول عیسیٰ علیہ السلام در آخر زمان آحاد احادیث میں سے ہے لیکن اس کا تعلق ایک ایسے مسئلہ سے ہے جو اعتقادی مسئلہ ہے اور اعتقادی مسائل کی بناء صرف اور صرف قرآن کریم یا احادیث متواترہ کی قاطع دلیل پر ہوسکتی ہے جبکہ اس مسئلہ میں ان دونوں میں سے ایک بھی موجود نہیں ہے۔ (یعنی عیسیٰؑ کے رفع یا نزول کے اعتقادی مسئلہ کی بناء نہ تو کسی قاطع قرآنی آیت پر ہے نہ ہی کسی متواتر حدیث پہ)۔ اور یہ کہ حضرت عیسیٰؑ کے نزول اور زمین میں حکومت کرنے سے مراد ان کا لوگوں پر روحانی غلبہ اور مقاصد شریعت کو اپنانا اور محض ظاہر اور چھلکے کو پکڑ کر بیٹھنے کی بجائے مغز کو سمجھنا ہے۔ کیونکہ مسیح علیہ السلام یہود کے پاس کوئی نئی شریعت نہیں لائے تھے بلکہ جو تعلیم لے کر آئے تھے وہ یہود کے ظاہری الفاظ پر تکیہ کرنے کے عقیدہ کو ہلا کر رکھ دینے والی تھی۔ چنانچہ ان کے لئے عیسوی اصلاح کا ماننا ازبس ضروری ہوگیا تھا جو انہیں شریعت کے اسرار و دقائق پر اطلاع دینے والی اور دین کی روح کا فہم و ادراک عطا کرنے والی تھی۔ اور یہ سب کچھ قرآن کریم میں موجود ہے جس سے انہوں نے اپنے پرانے طریقہ کار پر چلتے ہوئے منہ موڑ رکھا ہے۔

فزمان عیسیٰ ھو الزمان الذی یأخذ الناس فیہ بروح الدین والشریعۃ الإسلامیۃ لإصلاح السرائر من غیر تقید بالرسوم والظواھر۔

پس عیسیٰؑ کا زمانہ وہ زمانہ ہے جس میں لوگ رسوم اور ظاہر پر تکیہ کرنے کی بجائے اندرونی اصلاح کے لئے دین اور شریعت اسلامیہ کی روح کو سمجھیں گے اور اس پر عمل کریں گے۔

پھر دجال کے بارہ میں لکھتے ہیں:

وأما الدجال فھو رمز الخرافات والدجل والقبائح التی تزول بتقریر الشریعۃ علیٰ وجھھا والأخذ بأسرارھا وحکمھا۔ والقرآن أعظم ھاد إلیٰ الحکم والأسرار وسنۃ الرسول ﷺ مبینۃ لذلک۔

یعنی اور جہاں تک دجال کی حقیقت کا تعلق ہے تو وہ خرافات اور دجل اور قباحات کے مجموعہ کا نام ہے جن کا تدارک درست صورت میں شریعت کو قائم کرنے اور اسکے اسرار و احکام پر عمل کرنے سے ممکن ہے۔ اور قرآن کریم ان حکمتوں اور اسرار کی طرف راہنمائی کرنے کیلئے سب سے عظیم راہنما ہے اور نبی کریم ﷺ کی سنت بھی ان امور کی وضاحت کرنے والی ہے۔

(تفسیر المراغی زیر سورۃ آل عمران آیت 55)

حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب اور صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کی آمد اور قاہرہ میں اقامت کے دوران مصری احمدیوں نے انتہائی اخلاص، محبت اور خوشی کا ایمان افروز مظاہرہ کیا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلاۃ والسلام کے پوتوں کی بابرکت موجودگی سے فائدہ اٹھانے کے لئے ہر ممکن جدوجہد کی۔

صاحبزادگان قریباً تین ماہ تک مصر میں قیام فرما رہے اور جماعت قاہرہ کو سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی ذریت مقدسہ اور سیدنا خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے جلیل القدر فرزندوں کو براہ راست قریب سے دیکھنے کی سعادت میسر آئی جس سے ان کے اندر نہایت اعلیٰ تبدیلی پیدا ہوئی اور سلسلہ سے اخلاص و محبت میں اور بھی ترقی کر گئے۔

اگرچہ اہل فلسطین کی بھی دلی خواہش تھی کہ وہ ان بزرگ وجودوں کی زیارت کرسکیں مگر نامساعد حالات کے باعث وہ محروم رہے۔

(رپورٹ سالانہ صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ یکم مئی 1938ء لغایت30/اپریل1939ء صفحہ 76 بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 7 صفحہ 495)

ہندوستان واپسی

مصر میں تین ماہ تک مقیم رہنے اور بلاد اسلامیہ کے حالات کا جائزہ لینے کے بعد حضرت صاحبزادہ حافظ مرزا ناصر احمد صاحب اور مرزا مبارک احمد صاحب 9/نومبر 1938ء کو واپس قادیان تشریف لے آئے۔

(باقی آئندہ)

بقیہ:رپورٹ دورہ جرمنی از صفحہ نمبر 2

ہم احمدی نہ تو احسان فراموش ہیں اور نہ ہی اس حقیقت کے منکر ہیں۔اس لئے ہم اس ملک کے خلاف کبھی کوئی بات نہیں کر سکتے اور نہ لوکل جرمن عوام کے خلاف کوئی ایسی بات جو قومی امن کی تباہی کی طرف لے جانے والی ہو۔ہم تو ان کے خلاف بھی نہیں جو ہمارے خلاف مظاہرہ کرنے والے ہیں۔ہماری کوشش اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی غلط فہمیاں دور فرمائے۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ سوال آج بعض میڈیا کے نمائندوں اور جرنلسٹ نے بھی کیا ہے اور مَیں نے یہی جواب دیا ہے کہ ایک وقت ان کو احساس ہو جائے گا کہ احمدی جرمنی میں سچے اور حقیقی شہری کے طور پر رہ رہے ہیں۔ان کے لئے جو آپ میں سے ہمیں دیکھنے اور ہماری جماعت کے متعلق معلومات لینے آئے ہیں ان کے لئے یہ پہلی میٹنگ ہی اسلام کے متعلق ان کے اعتراضات اور شکوک کو دور کرنے والی بن جائے۔

ہمارے نوجوان اور بچے جن کے والدین کافی عرصہ سے اس ملک میں ہجرت کر کے آگئے ہیں بڑے مخلص احمدی ہیں۔ان کا احمدی ہونا ان کو جرمن معاشرہ کا حصہ بننے میں کوئی روک نہیں پیدا کرتا۔آپ میں سے کئی جو ہماری جماعت کو جانتے ہیں اس بات سے باخبر ہیں کہ احمدی مسلم جرمنی کے بہت وفادار ہیں اور اس کے عوام کے بھی۔احمدی بچے اب ملک کا ایک Integral حصہ بن چکے ہیں۔یہ اس حد تک ہے کہ وہ اپنی مادری زبان بھول چکے ہیں اور اپنے گھروں میں جرمن زبان بولتے ہیں۔بلکہ یہاں تک کہ وہ خواب بھی جرمن زبان میں دیکھتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ اچھی تعداد جرمنوں کی احمدی ہو چکی ہے۔ایک بڑی مثال اس کی یہ ہے کہ ہماری جرمن جماعت کے نیشنل صدر ایک جرمن ہیں۔ان کی تقرری کسی سیاسی ضرورت کے پیش نظر نہیں ہے کہ جرمنی میں ایک جرمن کو ضرور صدر ہونا چاہئے تا کہ ہم حکومت سے کوئی مفاد حاصل کر سکیں۔ بلکہ یہ صرف ان کے انتہائی اخلاص کی وجہ سے ہے کہ انہوں نے جماعت کے اندر یہ مقام حاصل کر لیا ہے۔یہ ایک انتخاب کے ذریعہ چنے گئے ہیں۔ایک دوسرے احمدی جرمن ہدایت اللہ ہیوبش ہیں جو ایک بہت ہی نیک،مخلص اور عالم آدمی ہیں۔ انہوں نے کئی ایک کتب لکھی ہیں۔جماعتی بھی اور جماعت سے باہر بھی۔ان سب نے بڑی تیزی سے اس راہ میں ترقی کی ہے،اخلاص اور قربانی میں ترقی کی ہے۔یہ اس لئے کہ ان کو علم ہو گیا ہے کہ یہ سچائی دنیاوی دھندوں سے نجات دلا کر خدا کے قریب کرتی ہے۔ ہر احمدی چاہے وہ کسی ملک کا ہو یہی کوشش کرتا ہے کہ وہ اپنی زندگی اسی طرح گزارے جس طرح خدا تعالیٰ چاہتا ہے۔ ہر احمدی کا مقصد حیات یہی ہے کہ وہ اچھے کام کرنے میں آگے بڑھے۔خدا کو ہر وقت یاد رکھے اور محبت سب کے لئے اور نفرت کسی سے نہیں کے اصول کو ہر وقت یاد رکھے۔ یہ اصول ہمارے عقیدہ کی تشریح کرتا ہے اور یہی ہمارا عمل ہے اور یہی ہمارا تمام دنیا کے لئے پیغام ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہوسکتا ہے کہ آپ میری بات کو سن کر کہیں کہ جو کہا ہے وہ ٹھیک ہے مگر وہ اسلام کی مکمل تصویر نہیں ہے جو ہم نے اکثر مسلمانوں سے دیکھی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ دنیا اسلام کو صرف شدت پسند مذہب کے طور پر جانتی ہے کہ یہ دہشت گردی کا مذہب ہے۔اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام جبر کے ذریعہ پھیلایا گیا۔ یہ بات اس وجہ سے ہے کہ مسلمانوں کا عمل آپ لوگوں نے یہ دیکھا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ آپ لوگ یہ کہیں کہ احمدیت اسلام کو امن اور بھائی چارہ کا مذہب صرف دنیا والوں کی مخالفت سے ڈر کر کہہ رہی ہے۔لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جو اسلام احمدیت پیش کر رہی ہے وہی حقیقی اسلام ہے۔ یہ اسلام طاقت اور تلوار کا محتاج نہیں ہے۔ جماعت احمدیہ کے یہی عقائد ہیں جن کی وجہ سے وہ بہت سے مسلم ممالک میں سختی کا سامنا کر رہی ہے۔مَیں جب اس مسجد کی بنیاد رکھنے یہاں آیا تھا تو ایک گروپ نے بڑی مخالفت کی اور احتجاجی مظاہرہ کیا بلکہ ابھی ماضی قریب تک کرتے رہے ہیں۔انہوں نے بڑا شور شرابا کیا جس نے تمام ماحول کو خراب کیا۔مَیں نے مہمانوں سے کہا کہ احمدیت کی تاریخ اسی طرح کی مخالفت سے بھری پڑی ہے۔ہم ان مخالفتوں سے نہیں ڈرتے۔ہم نے اس وقت پروگرام میں شامل مہمانوں کی تعریف کی۔اسی طرح پولیس کا باہر موجود ہونا تا کہ ہماری حفاظت کرے جرمن حکومت کے انصاف کا ایک اور ثبوت تھا۔

تاہم میں بات کر رہا تھا کہ مسلمانوں کے مرکزی گروپس جو اسلام کی تصویر پیش کر رہے ہیں وہ اس تصویر سے جو احمدیت پیش کر رہی ہے بہت مختلف ہے۔ جو تصویر احمدیت پیش کر رہی ہے وہی اسلام کی حقیقی تصویر ہے۔اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے اب مَیں کچھ تھوڑا سا کہنا چاہتا ہوں کیونکہ اس قلیل وقت میں جس تفصیل کے ساتھ بات ہونی چاہئے اس کا وقت نہیں ہے۔ خلاصۃً بتاتا ہوں کہ جہاں تک اسلام کے انتہا پسند مذہب ہونے کا تعلق ہے تو انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ اس کی تبلیغ واشاعت کی تعلیم کا مطالعہ کیا جائے۔قرآن کریم سے بھی اور آنحضرت ﷺ کی سنت سے بھی۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں بڑی وضاحت سے فرماتا ہے کہ:لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ (البقرة:257) اسلام میں کوئی جبر نہیں۔

اس پر یہ اعتراض ہے کہ یہ حکم اس وقت کا ہے جب مسلمان اقلیت میں تھے اور مکہ کے کفار کے مظالم کا نشانہ تھے۔مگر یہ سب الزام غلط ہیں کیونکہ تمام شواہد سے یہ ثابت ہے کہ یہ آیت جس سورۃ کی ہے وہ مدینہ میں نازل ہوئی جہاں پر اسلامی حکومت پہلے ہی قائم تھی۔ یہ حقیقت کہ یہ آیت مدینہ میں نازل ہوئی بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ عقیدہ کے معاملے میں کوئی جبر پسند نہیں کرتا۔ یہ سچ ہے کہ خدا کے رسول کا کام ہوتا ہے کہ خدا کا پیغام پہنچائیں۔ ہمارے عقیدہ کے مطابق رسول ہر قوم میں آئے ہیں اللہ تعالیٰ جب کسی انسان کو بھیجتا ہے جو اس کی عبادت کرتا ہے۔اس سے محبت کرتا ہے اور اس کی مخلوق سے محبت کرتا ہے۔وہ اس آسمانی پیغام پر یقین رکھتا ہے۔وہ بھیجا ہی اس لئے جاتا ہے کہ وہ خدا نے جو پیغام دیا ہے اس کو دنیا تک پہنچائے۔وہ دل کی گہرائیوں سے یہ چاہتا ہے کہ لوگ اس کو قبول کریں اور یہی فرض حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے دربار میں ادا کیا اور بڑی جرأت سے پیغام پہنچایا۔حضرت مسیح علیہ السلام نے ہر طرح کی سختی اس وقت کے حکمرانوں سے برداشت کی اپنے پیغام پہنچانے کے لئے۔

ہمارے عقیدہ کے مطابق حضرت محمد ﷺ آخری شرعی نبی ہیں جو اللہ نے بھیجے۔آپ کے دل میں بھی بندوں تک خدا کا پیغام پہنچانے کے لئے بڑی شدید خواہش تھی۔عرب دنیا میں بھی اور پھر تمام دنیا میں بھی تا کہ خدا تعالیٰ کا عہد تمام دنیا سے پورا ہو اور اس مقصد کے لئے آپ ﷺ ہمیشہ بے تاب رہتے اور دعا گو رہتے۔ یہاں تک اپنی ذمہ داری پوری کرنے کی تڑپ آپ کے دل میں تھی کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ کہ کیا تو اپنے آپ کو ہلاک کر دے گا کہ یہ لوگ ایمان کیوں نہیں لاتے۔فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا (الکھف :7)

یہ آپ ﷺ کا صبر تھا اور یہ آپ کی تڑپ تھی۔ایک انسان جو طاقت اور تلوار سے اپنا نظریہ لاگو کرنا چاہتا ہے وہ ناکامی پر غصہ میں تو آسکتا ہے مگر غمزدہ نہیں ہوسکتا۔صرف وہی غمزدہ ہوسکتا ہے جو انسانوں سے ہمدردی رکھتا ہے اور سمجھتا ہے کہ جو اچھائی اس کے پاس ہے وہ دوسروں کو بھی ملنی چاہئے۔یہی وجہ ہے کہ اللہ فرماتا ہے کہ کیا تو اپنے آپ کو ہلاک کر لے گا کہ یہ ایمان کیوں نہیں لاتے۔یہ اس لئے کہا کہ صرف اللہ ہی کا کام ہے کہ وہ کسی انسان کا دل ایمان کے لئے کھول دے۔باوجود اس کے کہ جو پیغام آنحضرت ﷺ لائے وہ سچا ہے مگر پھر بھی انسان آزاد ہے چاہے وہ اسے مانے یا نہ مانے۔ تاہم اگر وہ مانے تو یہ اس کے لئے بہتر ہے اور اگر وہ نہ ایمان لائے تو یہ اس کا حق ہے۔ہم احمدی مسلمان یقین رکھتے ہیں کہ اس کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔

ایک موقع پر رسول کریم ﷺ کے دل کی حالت دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا کہ اگر تیرا رب چاہتا تو جو بھی زمین میں ہے وہ ایمان لے آتا۔کیا تو ان کو زبردستی ایماندار بنا دے گا۔وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ۔ (یونس:100)

یہاں اللہ فرماتا ہے کہ بنی نوع انسان کو ہدایت دینا یہ اس کا کام ہے۔وہ فرماتا ہے کہ یہ اس کی خواہش ہے کہ لوگ ایمان لائیں اور نیک کام کریں اور صرف اسی کی عبادت کریں اور روحانی ترقی کریں۔لیکن اللہ فرماتا ہے کہ میں انسان پر چھوڑتا ہوں کہ وہ صحیح اور غلط میں تمیز کرے اور اپنی راہ چنے۔

اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ سے فرماتا ہے کہ جب خدا نے یہ اختیار دیا ہے تو پھر تُو کس طرح ان کو ایمان لانے پر مجبور کرے گا۔ یہ قطعی طور پر ایک رسول کا کام واضح کر رہا ہے کہ اس کا کام صرف پیغام پہنچانا اور پھیلانا ہے۔انسان کے دل کو تبدیل کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔کسی کے مذہب کو زبردستی بدلنے کا سوال ہی نہیں ہے۔

تلوار علاقہ فتح کر سکتی ہے نہ کہ دل۔طاقت سر جھکا سکتی ہے نہ کہ ذہن۔ یہ اس لئے کہ زبردستی سے دل نہیں بدلا جا سکتا اور اگر کوئی دل سے ایمان نہیں لاتا تو پھر وہ مفید وجود کے طور پر جماعت کا حصہ نہیں بن سکتا بلکہ جماعت کے لئے نقصان کا باعث ہے۔اب ظاہر ہے کہ جب عقیدہ کے معاملے میں زبردستی کا سوال ہی نہیں ہے تو پھر کس طرح اس سے انتہا پسندی پیدا ہوسکتی ہے اور یہی بات ہمیں آنحضرت ﷺ کی سنت سے نظر آتی ہے۔آپ ﷺ کے وقت میں نہ جنگی قیدی اور نہ غلام کسی طاقت سے مسلمان بنائے گئے بلکہ ان فدیہ کے بدلے ان کو آزاد کیا گیا۔ جنگ بدر کے قیدیوں سے کس طرح کا سلوک کیا گیا۔ تاریخ بتاتی ہے کہ ایسے تعصب سے پاک سلوک کو مستشرقین نے بھی تسلیم کیا۔ جنگ بدر وہ پہلی جنگ ہے جو مسلمانوں اور کفار مکہ کے درمیان لڑی گئی۔اس دوران مسلمانوں نے بعض جنگی قیدی پکڑے جو فدیہ دے کر آزادی حاصل نہ کر سکتے تھے۔ یہ قیدی لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ مسلمان بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دیں تو آزاد ہیں۔اس مثال کو دیکھو۔وہ دشمن جو مسلمانوں کو تباہ کرنے آیا تھا جب شکست ہوئی تو ان میں سے کافی تعداد میں قیدی بنائے گئے اور قید میں ڈالے گئے۔اس وقت کے دستور کے خلاف نہ تو انہیں غلام بنایا گیا بلکہ صرف مسلمان بچوں کو تعلیم دینے کی بنا پر آزاد کر دیا گیا۔ اس بات کا تو سوال ہی نہیں کہ ان کا زبردستی مذہب بدلا گیا۔کیا ہی خوبصورت مثال ہے قرآنی تعلیم پر عمل کی۔ یہ اسلام پر زبردستی عقیدہ بدلنے کے الزام کا مختصر جواب ہے۔

اگلی بات اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں امن کے قیام کے بارے میں ہے۔اللہ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ۔ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا۔ اِعْدِلُوْا۔ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى۔وَاتَّقُوا اللّٰهَ۔ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (سورة المائدة آیت 9)

سو یہ تعلیم ہے کہ اگر تم سچے مسلمان ہو تو انصاف سے کام لو کیونکہ صرف انصاف سے ہی امن قائم ہوسکتا ہے اور باہمی تعلقات بہتر ہو سکتے ہیں اور انصاف کے قیام سے ہر طرح کا تشدد اور جبر ختم ہوسکتا ہے۔جبر واستبداد دنیا کی بے امنی کی بنیادی وجہ ہے۔مسلمان کے لئے ہر صورت میں اللہ کا حکم یہ ہے کہ انصاف قائم کرے۔اس حد تک کہ ایک دشمن قوم سے بھی ناانصافی نہ کرے جس نے اس کو بہت بڑا نقصان پہنچایا ہو کیونکہ یہ تقویٰ کے خلاف ہے۔

ایک طرف تو یہ دعویٰ ہے کہ ہم خدا کے حکم کے مطابق عمل کرتے ہیں جبکہ دوسری طرف مخلوق خدا سے ناانصافی کی جارہی ہے۔حقیقی انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ اگر کسی سے دشمنی ہے تو میدان جنگ تک ہی محدود رہے۔اگر تم دشمنوں سے ناانصافی کرتے ہو تو پھر انصاف نہیں قائم کر رہے اور انہیں غیر ضروری طور پر ہراساں کر رہے ہو۔اس لئے اس بات سے بچو۔ایک سچے مسلمان کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اگر اسے خدا کی ذات پر مکمل بھروسہ ہے تو اسے یہ یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ ہر وقت اسے دیکھ رہا ہے۔ ہر کام جو وہ کر رہا ہے اس سے وہ واقف ہے۔اور خدا تعالیٰ کو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔جب خدا کو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا تو انصاف اسی طرح قائم کرنا چاہئے جس طرح خدا چاہتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ایک واقعہ حضرت عمرؓ کے متعلق جو دوسرے خلیفہ تھے اس طرح سے ہے کہ آپ نے دیکھا کہ بوڑھا غیر مسلم لوگوں سے بھیک مانگ رہا ہے۔آپ کے استفسار پر اس نے بتایا کہ کیا کروں عمرؓ نے جزیہ لگا دیا ہے جو غیر مسلم رعایا پر لگایا جاتا ہے (ویسے مسلمان اور غیر مسلم سب لوگ ٹیکس ادا کرتے تھے) مَیں بوڑھا آدمی ہوں کام نہیں کر سکتا اور اس ٹیکس میں کوئی استثناء نہیں ہے۔ یہ سننے پر حضرت عمرؓ نے فوراً حکم جاری فرمایا کہ اس شخص سے ٹیکس نہ لیا جائے بلکہ سارے ایسے افراد کی پرورش بیت المال سے کی جائے۔ یہ تھا انصاف کا معیار اس دور میں کہ باوجود وسائل کی کمی کے،باوجود ایک غیر مسلم ہونے کے اس کو انصاف مہیا کیا اور اس کے حقوق پورے کئے۔یہی وہ چیز ہے جس سے ملک میں امن قائم ہوسکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ الزام کہ اسلام طاقت سے پھیلا غلط ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ وقت کی مناسبت سے اب مَیں مسجد کے افتتاح کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔جیسا کہ مَیں نے جب مسجد کا سنگ بنیاد رکھا تھا کہا تھا بلکہ اس سے بھی قبل جب جماعت اس شہر میں مسجد بنانے کی پلاننگ کر رہی تھی اس وقت بھی ایک گروپ نے اس مسجد کی مخالفت کی تھی کہ اس جگہ مسجد نہیں بننی چاہئے تاہم ایک حصہ نے اس کی تعمیر کی حمایت کی اور آج یہ مسجد آپ کے سامنے ہے۔مَیں ان لوگوں کا شکر گزار ہوں جنہوں نے ہماری حمایت کی۔ ہمارے مخالفوں کا سب سے بڑا یہ الزام تھا کہ یہ مذہب انتہا پسندی کی تعلیم دیتا ہے۔اس لئے ان کا رویہ غیر مسلم سے ہرگز قابل برداشت نہیں اور ان کے ممبران معاشرے میں گھلتے ملتے نہیں اور اس کا حصہ نہیں بنتے۔

ان الزامات کا جواب مَیں پہلے دے چکا ہوں۔اب غیر مسلموں کے ذہنوں میں اسلام سے متعلق جو دہشت گردی کا تصور ہے اس پر کہتا ہوں کہ یہ آپ لوگوں کا قصور نہیں ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ اسلام کے بعض گروہوں نے اپنے مفادات کی

خاطر اس طرح کی شرمناک حرکتیں کی ہیں جس کا اسلام کی تعلیم سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے اور اسلام کو بدنام کیا ہے۔ انہوں نے دنیا کو مخالفت اور اسلام سے دور کر دیا ہے۔ بعض دہشت گرد مساجد میں پروان چڑھے اور دینی مدارس میں پڑھ کر انہوں نے دنیا کا امن برباد کیا۔ تاہم جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا تھا احمدی اسلام کی حقیقی تعلیم پر عمل کرنے والے ہیں جو انصاف اور امن کی تعلیم ہے۔ جو مساجد ہم بناتے ہیں وہ ایک خدا کی عبادت کی خاطر بناتے ہیں اور اس کے علاوہ ہمارا کوئی اور مقصد نہیں ہوتا۔ تاہم مغربی دنیا میں مساجد کو نام نہاد جہادی تنظیموں سے منسلک کر دیا گیا ہے۔ یہ قابل ردّ ہے اور قابل افسوس ہے۔

کیونکہ جہاں قرآن کریم میں لڑائی کی اجازت ہے وہ اجازت صرف ان کے خلاف ہے جو خدا کی عبادت سے روکتے ہیں اور اگر یہ اجازت نہ دی جائے تو دشمن لوگوں کو ایک خدا کی عبادت سے روکیں گے اور اس طرح دنیا کا امن برباد کر دیں گے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ- الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّا اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ -وَلَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا- وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ -اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ (الحج: 40-41)

اگر آپ مسلمانوں کی ابتدائی تاریخ کا مطالعہ کریں تو آپ دیکھیں گے کہ آنحضرت ﷺ اور آپ کے صحابہ کو کس طرح کی شدید تکالیف برداشت کرنی پڑیں۔ مسلمانوں کو گرم لوہے سے داغا گیا۔ شدید گرمیوں میں تپتی ریت پر لٹایا گیا اور سینے پر بھاری پتھر رکھ دئے گئے۔ ان کو دو اونٹوں کے ساتھ باندھ کر مخالف سمت میں دوڑایا گیا جس کے نتیجہ میں ان کے جسم دو ٹکڑوں میں کٹ گئے۔ یہ ہے وہ حال کہ کس طرح ظالم مسلمانوں کو اذیت دیتے تھے۔ مکہ والوں کے بائیکاٹ کے نتیجہ میں آنحضرت ﷺ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک وادی میں اڑھائی سال تک محصور رہے۔ کھانے پینے کی پابندیوں کی وجہ سے ان کو شدید بھوک، پیاس برداشت کرنی پڑی۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت مسلمانوں کو مکہ سے مدینہ ہجرت کی اجازت ملی لیکن مکہ کے کفار نے وہاں بھی ان پر حملہ کیا۔ اس پر خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو دفاع کی اجازت دی۔ اگر ایسے دفاع کی اجازت نہ دی جاتی تو زمین پر سب گرجے، معبد، عبادت گاہیں اور مساجد تباہ ہو جاتے۔ اس ایک حکم میں ہمیں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ اگر حملہ آور کو اس سے نہ روکو گے تو ظلم پنپے گا۔ اس لئے اس طرح کے خاص حالات میں جنگ کی اجازت دی گئی ہے تا کہ ظلم کا قلع قمع کیا جائے اور انصاف اور امن دنیا میں قائم کیا جائے۔

حضور انور نے فرمایا کہ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ آج کل کی لڑائیاں اور جنگیں کیا اس اصول پر پورا اترتی ہیں کہ یہ انصاف اور امن کے قیام کی خاطر لڑی جا رہی ہیں۔ یہ کس حد تک درست ہے۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ لیکن قرآن میں اللہ جہاد کی اجازت دیتا ہے تا کہ جو لوگ خدا کی عبادت کرنا چاہتے ہیں وہ ایسا کر سکیں اور زمین میں انصاف اور امن قائم ہو۔ اگر امن قائم ہو جائے تو پھر اسلام بلاوجہ لڑائی کو جاری رکھنے کی اجازت نہیں دیتا۔ ہم احمدی اس تعلیم کی پیروی کرتے ہیں کہ جہاد کی اجازت صرف امن اور انصاف کے قیام کے لئے ہے اور یہ جہاد حکومت کا کام ہے نہ کہ کسی جہادی تنظیم یا گروہ کا۔ ایسی ہی تنظیمیں جو قانون کو اپنے ہاتھ میں لیتی ہیں دنیا کا امن جہاد کے نام پر تباہ کرتی ہیں۔ اگر خدا تعالیٰ کا حکم جو مَیں نے اوپر بیان کیا ہے صحیح طور پر پیش کیا جائے تو ہم دیکھتے ہیں کہ اگر عیسائی چرچ کی حفاظت کی ضرورت ہو اور احمدیوں کو مدد کے لئے پکارا جائے تو اسے ضرور مدد پیش کی جائے گی۔ اگر یہود کی عبادتگاہ حفاظت کی محتاج ہے اور ایک احمدی کو مدد کے لئے بلایا جائے تو اسے ہر صورت وہاں ہونا چاہئے۔ اگر کسی مذہب کا پیروکار ایک احمدی کی مدد کا محتاج ہے انصاف قائم کرنے کے لئے تو پھر احمدی کو وہاں ضرور ہونا چاہئے۔ اس لئے ہمارے مخالفین کو اپنی غلط فہمیاں دور کرنی چاہئیں۔

حضور نے فرمایا کہ یہ مسجد جو ہم نے تعمیر کی ہے یہ کسی جہادی تنظیم کے لئے تعمیر نہیں کی اور نہ ہی دہشت گردی کی کارروائی کے لئے کی ہے۔ یہ صرف ایک خدا کی عبادت کے لئے بنائی گئی ہے۔ جب بھی خدا کی بڑائی اور توحید کے لئے پکار ہو تو توجہ عبادت کی طرف ہی ہونی چاہئے۔ اس طرح اس زمین پر ہی جنت قائم کی جاسکتی ہے۔ یہ خدا وہی خدا ہے جو تمہاری فلاح اور خوشحالی چاہتا ہے۔ ایک وہی ہے جو اپنی مخلوق سے پیار کرنے والا اور ہماری توجہ محبت اور امن کے قائم کرنے کی طرف کرتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہماری اس مسجد سے انسانیت سے محبت، انصاف اور امن کے سوا اور کوئی آواز بلند نہیں ہوگی۔ اور آپ لوگ دیکھیں گے اور جان لیں گے کہ جو کچھ میں نے کہا ہے وہ صرف الفاظ ہی نہیں بلکہ ایک حقیقت ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے آنے والا وقت اس کو ثابت کر دے گا۔

سنگ بنیاد کی تقریب کے بعد ایک اخبار نے یہ سرخی لگائی کہ Khilfat in Berlin۔ اس کے نتیجہ میں ہوسکتا ہے کہ بعضوں نے سوچا ہو کہ یہ ان کے ساتھ کیا ہونے لگا ہے جب خلافت برلن میں آئے گی۔

المختصر اسلام کے سارے فرقوں میں صرف احمدیت ہی ہے جو کہ اسلام کی اصلی تصویر پیش کرتی ہے۔ یہ اس لئے کہ ہم احمدی اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی اس زمانہ میں مہدی و مسیح کی آمد کے بارے میں پوری ہو چکی ہے اور حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی ذات میں یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ آپ علیہ السلام آئے اور ہمیں بتایا کہ جہاد کی اصل حقیقت کیا ہے اور فرمایا کہ جب مسلمان تشدد کا نشانہ نہیں بنائے جائیں تو پھر جہاد بالسیف کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ تاہم ہر ایک کو اپنی انفرادی بہتری کی کوشش جاری رکھنی چاہئے تا کہ صحیح طور پر ایک خدا کی عبادت کر سکے اور صحیح رنگ میں خدا اور اس کی مخلوق کے حقوق ادا کرنے والا بنے۔ یہی وہ حقیقی اور سچا جہاد ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ نے انسان پر ہر دو بوجھ لادے ہیں۔ ایک خدا کے حقوق اور دوسرے خدا کی مخلوق کے حقوق۔ آپ مزید فرماتے ہیں مخلوق کے حقوق خدا کے حقوق ادا کرنے سے زیادہ مشکل امر ہے۔ کئی مواقع پر آپ نے فرمایا کہ خدا نے مجھے بھیجا تا مَیں انسانوں کی توجہ اس طرف مبذول کرواؤں کہ وہ خدا اور اس کی مخلوق کے حقوق ادا کریں۔

حضور انور نے فرمایا کہ احمدیہ خلافت بھی یہاں اسی لئے ہے۔ مسیح و مہدی علیہ السلام کی اس مسجد اور آپ کے خلیفہ سے خوف کی کوئی وجہ نہیں۔ یہ خلافت افراد جماعت کی توجہ انہی دونوں حقوق کی ادائیگی کی طرف مبذول کرواتی ہے اور اسی لئے افراد جماعت ان حقوق کی ادائیگی کی کوشش کرتے ہیں کہ وہ خلافت کی طرف سے رہنمائی پاتے ہیں۔ اس لئے یقین رکھیں کہ محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں ہی ہمارا لائحہ عمل اور نعرہ ہے۔ یہ اس لئے کہ احمدی ایک ہاتھ پر جمع ہیں اور خلیفہ وقت ہر وقت جماعت کو متوجہ کرتا رہتا ہے کہ خدا اور اس کی مخلوق سے محبت کریں تا دنیا امن سے بھر جائے۔

اب اس کے بعد مَیں آپ سے اجازت چاہتا ہوں۔ آپ سب کا ایک بار پھر شکریہ۔ آپ سب ہمارے معزز مہمان ہیں۔

جونہی حضور انور کا خطاب ختم ہوا مہمان حاضرین نے بڑے پُر جوش انداز میں تالیاں بجائیں۔ اور کافی دیر تک تالیاں بجاتے رہے اور اپنے جذبات کا اظہار کرتے رہے۔

خطاب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی جس کے بعد مہمانوں کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

کھانے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرداً فرداً سب مہمانوں سے ملے۔ مہمان باری باری حضور انور کے پاس آتے اور حضور انور سے شرف مصافحہ حاصل کرتے، اپنا تعارف کرواتے۔ حضور انور ان مہمانوں سے گفتگو فرماتے۔

مہمانوں کے تأثرات

......Mr. Gutjahu جو اپنے علاقہ کے تمام چرچوں کے بڑے پادری ہیں اور عیسائی سکالر ہیں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطاب سے بہت متأثر ہوئے اور حضور انور سے ملاقات کے دوران کہنے لگے کہ مجھے حضور کے آج کے خطاب کا جرمن ترجمہ چاہئے۔ مجھے اس کی ضرورت ہے۔

......Pankow Berlin کے لارڈ میئر نے حضور انور سے دوران ملاقات اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ حضور انور نے بہت اچھے انداز میں واقعات اور دلائل سے اسلام کی خوبیاں بیان فرمائی ہیں۔ حضور انور کے اس خطاب کی ہمیں بہت ضرورت ہے۔

......ایک یہودی ربائی Mr. Rothshild نے حضور انور ایدہ اللہ سے چند منٹ تک گفتگو کا شرف حاصل کیا اور بین المذاہب ڈائیلاگ کا ذکر کیا اور حضور انور کو مسجد کی تعمیر پر مبارکباد دی۔ موصوف حضور انور کے خطاب سے بہت متاثر تھے۔

......ایک صاحب Mr.Fummi جو کہ فیملی فیڈریشن کے سرکردہ افراد میں سے ہیں انہوں نے بھی اظہار کیا کہ حضور کے آج کے خطاب سے بیحد متأثر ہوئے ہیں۔ موصوف نے حضور انور کو ایک کانفرنس میں شرکت اور تقریر کرنے کی پُر زور دعوت دی۔

......Ponkow چرچ کی سربراہ خاتون پادری نے بھی اپنے جذبات کا اظہار کیا اور حضور انور سے ملاقات کے دوران حضور انور کو مسجد کی تعمیر پر مبارکباد دی۔

......بہت سارے مہمان مرد اور خواتین حضور انور کو ملے جنہوں نے گزشتہ دو سالوں میں مسجد خدیجہ کی تعمیر کے تعلق میں کھل کر جماعت کی حمایت کی اور جماعت اور مسجد کے حق میں بلاخوف وخطر کھل کر نہ صرف تائید کی بلکہ جماعت کے حق میں بیانات بھی دئے۔

......جرنلسٹ کی ایک بہت بڑی تعداد بھی اس موقع پر موجود تھی۔ سبھی نے اس تقریب کو کوریج دی اور بہت خوشی کا اظہار کیا اور مسجد کی تعمیر پر مبارکباد پیش کی۔ بعض جرنلسٹ نے حضور انور سے مل کر اپنے نیک جذبات اور احساسات کا اظہار کیا۔

مسجد کے مردانہ ہال میں مہمانوں سے ملنے کے بعد حضور انور مسجد کے دوسرے ہال میں تشریف لے گئے۔ خواتین کے ہال میں بھی بہت سارے مہمان موجود تھے۔ یہاں بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سب کو السلام علیکم کہا اور ان کا حال دریافت فرمایا اور پوچھا کہ MTA کے ذریعہ آپ سب نے پروگرام وغیرہ دیکھا ہے۔ مہمانوں کی تعداد اتنی زیادہ تھی کہ پانچ مختلف مقامات پر مہمانوں کو بٹھانے اور کھانا کھلانے کے انتظامات کئے گئے تھے۔ اور ایم ٹی اے کے ذریعہ اس تقریب کو دکھایا جا رہا تھا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سب کا شکریہ ادا کیا اور نو بج کر چالیس منٹ پر اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔

دس بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد خدیجہ تشریف لے جا کر نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

(باقی آئندہ)

خاص دعا کی تحریک

جیسا کہ احباب کو علم ہے کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ ان دنوں ہندوستان کے للّٰہی سفر پر ہیں اور خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کے مبارک اور تاریخی سال میں قادیان دارالامان میں 26 تا 29 دسمبر کو جلسہ سالانہ منعقد ہو رہا ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے اس سلسلہ میں احباب کو خطبہ جمعہ فرمودہ 21/نومبر میں خاص دعا کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

''ایک بات مَیں سفر کے حوالے سے دعا کے لئے یہ کہنی چاہتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ سفر شروع ہونے والا ہے۔ لوگ جانتے ہیں کہ مَیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے انشاء اللہ قادیان کے سفر پر جا رہا ہوں۔ قادیان کا انشاء اللہ تعالیٰ جلسہ ہے، اس کے لئے دعا کریں کہ ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت ہو۔ اللہ تعالیٰ ہر شر سے ہر احمدی کو محفوظ رکھے۔ انشاء اللہ تعالیٰ بہت سے لوگ دنیا کے مختلف ممالک سے وہاں جا رہے ہیں۔ ......اللہ تعالیٰ تمام جانے والوں کو ہر طرح اپنی حفاظت میں رکھے۔ ان روکوں کی وجہ سے جو خواہش کے باوجود جا نہ سکے ان کی نیتوں کا انہیں اللہ تعالیٰ ثواب دے۔ بہر حال جانے والے بھی اور نہ جانے والے بھی مستقل دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ حاسدوں اور شریروں کے شر سے ہر وقت بچائے کیونکہ ان لوگوں کی نظر تو ہر وقت جماعت پر رہتی ہے۔ اور جو وہاں قادیان میں رہنے والے ہیں ان کو بھی اللہ تعالیٰ ہر قسم کے شرور سے محفوظ رکھے۔

قادیان کے علاوہ انڈیا کی بعض دُور دراز کی جماعتوں کی خواہش تھی کہ ان کی جماعتوں میں بھی دورہ کیا جائے جو قادیان نہیں آسکتے۔ ہندوستان ایک بڑا وسیع ملک ہے۔ ......انشاء اللہ تعالیٰ بعض دوسرے شہروں میں بھی جانے کا پروگرام ہے۔ اللہ تعالیٰ ان جگہوں کے پروگرام بھی ہر لحاظ سے کامیاب فرمائے اور میرا یہ دورہ بے شمار برکات کا حامل ہو اور ان کو سمیٹنے والا ہو۔ اور دشمن کا ہر حربہ اور چال ناکام و نامراد ہو۔ اور ہم جماعت کی ترقی ہمیشہ دیکھتے چلے جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہماری پردہ پوشی فرمائے اور کبھی ہم اس کے فضلوں اور رحمتوں سے محروم نہ رہیں''۔ آمین۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 21/نومبر 2008ء)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

صدسالہ جشن خلافت نمبرز

صدسالہ جشن خلافت کی تقریبات کے حوالہ سے طبع ہونے والی خصوصی اشاعتیں اور سووینئرز (جو ہمیں موصول ہوئے ہیں) کا تعارف کچھ عرصہ سے جاری ہے۔ ایسی خصوصی اشاعتیں، دورانِ سال، جب بھی ہمیں موصول ہوتی رہیں گی، تو اپنے معمول کا انتخاب پیش کرنے کی بجائے، اُن پر تبصروں اور اُن میں شامل منتخب مضامین کا تعارف پہلے ہدیۂ قارئین کیا جاتا رہے گا۔ رسائل و جرائد کی ترسیل نیز خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TLU.K.

احمدیہ گزٹ کینیڈا کا صدسالہ خلافت نمبر

جماعت احمدیہ کینیڈا کے ماہنامہ ''احمدیہ گزٹ'' کا صدسالہ جشن خلافت نمبر (مئی و جون 2008ء) A4 سائز کے دوصد سے زائد صفحات پر مشتمل ہے۔ اس خصوصی اشاعت کا نصف حصہ اردو زبان میں اور نصف انگریزی زبان میں پیش کیا گیا ہے۔ اور دونوں زبانوں میں جو علمی، تربیتی اور معلوماتی مضامین پیش کئے گئے ہیں، وہ نہ صرف بہت محنت سے مرتب کئے گئے ہیں بلکہ خلافت کے حوالہ سے تقریباً تمام پہلوؤں کا نہایت عمدگی سے احاطہ کیا گیا ہے۔ اس لحاظ سے بھی یہ شمارہ یقیناً ایک عمدہ پیشکش ہے کیونکہ اس کو نایاب تصاویر سے مزین کیا گیا ہے۔ نیز کینیڈا کی اہم شخصیات کی طرف سے موصول ہونے والے چند خطوط اور چھ شہروں کی انتظامیہ کی طرف سے 27/مئی کے دن کو ''یوم خلافت احمدیہ'' کے طور پر منانے کے فیصلے کی نقول بھی اس رسالہ میں شامل ہیں۔ جن سے بجا طور پر یہ اظہار بھی ہوتا ہے کہ مقتدر افراد کے نزدیک جماعت احمدیہ کی محبّ وطن اور خدمت انسانیت کے حوالہ سے قابل قدر جماعت ہے۔ چند ممالک کے محکمہ ڈاک کی طرف سے جاری کردہ ٹکٹوں کا عکس بھی اس رسالہ میں شامل کیا گیا ہے۔ چند خوبصورت نظمیں بھی اِس شمارہ کی زینت ہیں۔ گیٹ اَپ بھی خوبصورت ہے اور رسالہ کا حجم غیرمعمولی ہونے کے باوجود بہت خوبصورتی کے ساتھ مجلد پیش کیا گیا ہے۔ بلاشبہ یہ خصوصی شمارہ خاص طور پر محفوظ رکھنے کے لائق ہے۔

خلفاء کرام کی قبولیت دعا

جماعت احمدیہ کینیڈا کے ماہنامہ ''احمدیہ گزٹ'' کے صدسالہ جشن خلافت نمبر (مئی و جون 2008ء) میں خلفائے احمدیت کی دعاؤں کے بعض واقعات مکرم مولانا فضل الٰہی انوری صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہیں۔

☆ معجزانہ شفایابی کے واقعات کے ضمن میں محترم مولانا محمد صدیق امرتسری صاحب یہ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مولانا نذیر احمد علی صاحب سیرالیون میں ریاست Gorama میں گئے اور وہاں کے عیسائی پیراماؤنٹ چیف Bayo کو تبلیغ اسلام کی۔ چیف نے کہا کہ اُسے بیس بائیس سال سے ایک مزمن بیماری لاحق ہے جو ہر قسم کے علاج کے باوجود بڑھتی جارہی ہے حتّٰی کہ وہ چلنے پھرنے سے بھی معذور ہوچکے ہیں۔ عیسائی مشن کے پادریوں کے دس سال تک علاج کے باوجود کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ اگر مولانا صاحب اُس کی صحت یابی کا ذمہ لے لیں تو وہ اور اُس کی ریاست کے دیگر لوگ اسلام قبول کرلیں گے۔ حضرت مولانا صاحب نے زندہ اور شافی خدا پر توکّل کرتے ہوئے اسے منظور کرلیا اور حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں تمام حالات عرض کرکے چیف مذکور کے لئے خاص دعا کی درخواست کی۔ جماعت کے افراد بھی دعا میں لگ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا فضل فرمایا کہ چند معمولی دوائیوں کے استعمال سے چیف کو افاقہ ہونا شروع ہوگیا اور انہوں نے چلنا پھرنا بھی شروع کردیا۔ کچھ عرصہ بعد انہوں نے خود ہی اسلام قبول کرنے کی خواہش ظاہر کی تو مولانا صاحب نے اُنہیں بتایا کہ پہلے وہ شراب سے توبہ کریں اور صرف چار بیویاں اپنے پاس رکھ کر باقی کو طلاق دیدیں تو پھر وہ مسلمان ہوسکتے ہیں۔ چیف صاحب نے یہ شرائط مان کر اسلام قبول کرلیا اور خاصی تعداد عوام کی بھی مسلمان ہوگئی۔ حضورؓ نے چیف صاحب کی بیعت قبول فرماتے ہوئے اُن کا اسلامی نام صلاح الدین رکھا۔ پھر چیف نے اپنے علاقہ میں مسجد کی تعمیر بھی شروع کروادی جو اُس مشرک علاقہ کی پہلی مسجد تھی۔ جب عیسائی پادریوں کو یہ اطلاع ملی تو انہوں نے چیف پر دباؤ ڈالنا شروع کیا اور اُنہیں اپنے مالی اور تعلیمی احسانات بھی یاد دلائے۔ چیف صاحب کا جواب تھا کہ وہ ان احسانات پر ہمیشہ مشکور رہیں گے لیکن مذہب اُن کا ذاتی معاملہ ہے۔ اس پر پادری عیسائی کمشنر سے لے کر گورنر تک گئے اور بتایا کہ اُن کے ہزاروں ڈالر جو خرچ ہوچکے ہیں، اُن پر چیف نے پانی پھیر دیا ہے اس لئے احمدیت کی تبلیغ پر ریاست میں پابندی عائد کردی جائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اُنہیں ہر جگہ ناکام کیا۔

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی دعا کے نتیجہ میں معجزانہ شفایابی کا ایک واقعہ مکرم سلطان محمود انور صاحب یوں بیان کرتے ہیں کہ 1973ء میں میرا بیٹا سرسام اور گردن توڑ بخار کے نتیجہ میں بیمار پڑگیا۔ وہ ایک احمدی لیڈی ڈاکٹر کے پرائیویٹ ہسپتال میں داخل کیا گیا لیکن بیماری ایسی بگڑگئی کہ ڈاکٹر صاحبہ نے بھی مایوسی کا اظہار کردیا۔ چنانچہ مَیں نے فون پر حضورؒ کی خدمت میں بچے کی نازک حالت بیان کی کہ کئی دنوں سے وہ بچہ دودھ بھی نہیں پی رہا۔ اس پر حضورؒ نے فرمایا: مَیں دعا کروں گا، اللہ تعالیٰ فضل کرے گا۔ نماز عشاء کے بعد مَیں ہسپتال پہنچا تو ڈاکٹر صاحبہ نے بتایا کہ اب علاج جاری رکھنا ممکن نہیں رہا کیونکہ بچے کا جسم اکڑ چکا ہے اور وہ چند لمحوں کا مہمان نظر آتا ہے۔ مَیں نے اُنہیں بتایا کہ مَیں نے حضورؒ کو فون پر اطلاع دی ہے اور حضورؒ دعا کررہے ہیں۔ اس پر وہ کہنے لگیں: بس پھر بچہ ٹھیک ہوجائے گا۔ جب مَیں اندر گیا تو میری اہلیہ بچے کو اٹھا کر پریشانی سے ٹہل رہی تھیں۔ مَیں نے بچہ اپنے ہاتھوں میں لیا اور دعا کرنے لگا۔ آنکھوں سے ایک دو آنسو بچے کے چہرے پر پڑے تو بچے نے آنکھیں کھول دیں۔ پھر ماں نے گود میں لیا تو وہ دودھ پینے لگ گیا اور بیہوشی کی کیفیت جاتی رہی۔ بچے کی زندگی ایک معجزہ ہی تھا۔

☆ مکرم بشیر احمد رفیق صاحب (سابق امام مسجد فضل لندن) بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ 1967ء میں لندن تشریف لائے تو ایک رات میری ایک بیٹی جو چھ سال کی تھی، اُس پر دمہ کا شدید حملہ ہوا۔ ہسپتال میں فوراً آکسیجن لگادی گئی لیکن ڈاکٹر نے بتادیا کہ بچی کے بچنے کی امید بہت کم ہے۔ مَیں گھبراہٹ کے عالم میں حضورؒ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ ڈاکٹر یہ کہہ رہا ہے۔ حضورؒ نے تسلّی دی اور فرمایا: ''فکر نہ کریں، مَیں دعا کروں گا، انشاءاللہ جمیلہ کو اللہ تعالیٰ شفا دے گا''۔ فجر کی نماز کے بعد حضرت بیگم صاحبہؒ نے مجھے فرمایا کہ کل رات حضورؒ ایک پل بھی نہیں سو سکے اور جمیلہ کے لئے بڑے تضرّع سے دعائیں کرتے رہے ہیں۔ پھر جب مَیں ہسپتال گیا تو دیکھا کہ جمیلہ ایک آرام کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی۔ ڈاکٹر نے بتایا کہ تمہارے جانے کے بعد بچی کو غیرمعمولی طور پر افاقہ ہونا شروع ہوگیا اور اب وہ خطرہ سے باہر ہے۔ اس کے بعد سے بچی کو دمہ کا اس قسم کا حملہ کبھی نہیں ہوا۔

☆ پیدائشِ اولاد کے سلسلہ میں ظاہر ہونے والے اعجازی واقعات میں حضرت مصلح موعودؓ کے حوالہ سے حضرت گیانی واحد حسین صاحب کا بیان کردہ یہ واقعہ درج ہے کہ 1939ء کے جلسہ سالانہ پر حضورؓ سے ملاقات کے دوران چودھری عنایت اللہ صاحب سکنہ چک 565 کو اولاد نرینہ عطا ہونے کے لئے دعا کی درخواست کی گئی۔ اس مجلس میں متعدد غیراز جماعت بھی موجود تھے۔ اُس وقت تک اُن کے ہاں آٹھ لڑکیاں ہوچکی تھیں۔ حضورؓ نے فرمایا: مَیں دعا کروں گا، اللہ تعالیٰ لڑکا عطا فرمائے گا۔ اس پر وہاں موجود غیراز جماعت لوگوں نے کہا کہ اب خلیفہ صاحب کی صداقت کا پتہ لگ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا فضل کیا کہ صرف گیارہ ماہ بعد نومبر میں بیٹا پیدا ہوگیا جس پر ایک غیراز جماعت مستری اللہ دتّہ صاحب نے احمدیت قبول کرلی۔ انہوں نے دعا کرانے کے وقت کہا تھا کہ اگر یہ معجزہ ہوگیا تو وہ احمدی ہوجائیں گے۔

☆ مکرم فتح محمد صاحب (مٹھیانہ ضلع ہوشیارپور) بیان کرتے ہیں کہ 1921ء میں جب مَیں اور چار دیگر مقامی دوست احمدی ہوئے تو اتفاق تھا کہ ہم میں سے کسی کے ہاں اولاد نرینہ نہیں تھی۔ جب گاؤں کے مخالفین دلائل سے عاجز آجاتے تو کہتے کہ کیا ہوا کہ یہ مرزائی ہوگئے ہیں، اِن کو ملتی تو لڑکیاں ہی ہیں۔ اس بات کا مجھے ایسا صدمہ ہوا کہ مَیں نے حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں حاضر ہوکر ماجرا عرض کیا۔ حضورؓ نے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ آپ سب کو نرینہ اولاد دے گا۔ چنانچہ یہ الفاظ اللہ تعالیٰ کے فضل سے پورے ہوئے۔

☆ ضلع سرگودھا کے متموّل احمدی زمیندار ملک صاحب خان نون صاحب کے چھوٹے بھائی سر فیروز خان نون رکن پنجاب اسمبلی تھے، لاہور میں مقیم تھے۔ ابھی اُن کے ہاں کوئی بچہ نہیں تھا۔ 1925ء میں ایک صبح اُن کی اہلیہ نے ڈرائیور اور دو ملازموں کو ساتھ لیا اور قادیان پہنچ کر حضرت مصلح موعودؓ سے عرض کیا کہ آپ کا دوست فیروز خان تو اولاد کی خواہش میں دوسری شادی کرلے گا، میرے لئے دعا کریں۔ حضورؓ نماز پڑھانے تشریف لے جانے والے تھے۔ آپؓ نے اُسی وقت ہاتھ اٹھاکر گھر کے افراد کے ساتھ دعا کی اور پھر نماز پڑھانے تشریف لے گئے۔ اگلے سال اللہ تعالیٰ نے لیڈی نون صاحبہ کو بیٹے سے نوازا تو اُس کا نام نور حیات خان رکھا گیا۔ جب یہ بچہ چار پانچ ماہ کا ہوا تو وہی قافلہ اس بچہ کو لے کر پھر قادیان پہنچا اور لیڈی نون صاحبہ نے بچے کو حضورؓ کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے عرض کیا: یہ بچہ حضورؓ کی دعا کا ثمرہ ہے، حضور اس کے سر پر اپنا دست مبارک پھیریں کہ یہ بلند نصیبے والا ہو۔ یہ بچہ وہی ملک نور حیات خان نون ہیں جو ایک کامیاب سیاستدان بنے، کئی بار قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے اور دو تین مرتبہ مرکزی وزیر بھی رہے۔

☆ 1967ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ برطانیہ تشریف لائے تو سکاٹ لینڈ کے ایک مخلص احمدی مکرم محمد ایوب صاحب سے پوچھا کہ آپ کے کتنے بچے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ تین لڑکیاں ہیں۔ حضورؒ نے مسکرا کر فرمایا: It is high time, you had a son۔ ایوب صاحب نے جواب دیا کہ حضور! اب مجھے امید نہیں کہ میرے ہاں لڑکا ہوگا۔ حضورؒ نے بڑے جوش سے فرمایا: مایوسی گناہ ہے، مَیں دعا کروں گا، اللہ تعالیٰ آپ کو لڑکا عطا کرے گا۔

کچھ عرصہ بعد انہوں نے اپنی بیوی کے امید سے ہونے کی اطلاع حضورؒ کو بھجوائی تو جواباً حضورؒ نے تحریر فرمایا کہ لڑکے کا نام ابراہیم رکھیں۔ چنانچہ چار پانچ ماہ بعد لڑکا پیدا ہوا تو اُس کا نام ابراہیم رکھا گیا۔

☆ مکرم میاں محمد اسلم صاحب آف پتوکی بیان کرتے ہیں کہ خاکسار 11/نومبر 1963ء کو احمدی ہوا اور اپریل 1965ء میں میری شادی ہوئی۔ بارہ سال تک کوئی اولاد نہ ہوئی تو غیراحمدی رشتہ داروں نے کہنا شروع کیا کہ یہ قادیانی ہوگیا ہے اس لئے ابتر رہے گا (نعوذ باللہ)۔ جب کوئی علاج کارگر نہ ہوا اور میری بیوی بھی لوگوں کے طعنے سن کر میری دوسری شادی کے لئے رضامند ہوگئی تو مَیں نے تمام حالات حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں لکھ دیئے۔ حضورؒ نے جواباً تحریر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی ضائع نہیں کرے

ماہنامہ ''احمدیہ گزٹ'' کینیڈا کے صدسالہ جشن خلافت نمبر (مئی و جون 2008ء) میں شامل اشاعت مکرم مبارک احمد صدیقی صاحب کے منظوم کلام سے انتخاب پیش ہے:

گزرے ہوئے سوسال کی تاریخ گواہ ہے
سائے کی طرح سایہ فگن ہم پہ خدا ہے
اور رات جو آئے بھی تو پروانوں کو غم کیا
جلتا ہوا پُرنُور خلافت کا دیا ہے

آتی ہے صدا روز شہیدوں کے لہو سے
یہ دیپ ہواؤں سے بجھائے نہ بجھیں گے
قسمت کا لکھا پڑھ نہیں سکتے ہو تو سُن لو
اِک دیپ بجھاؤ گے تو سَو اَور جلیں گے

گا اور ضرور نرینہ اولاد سے نوازے گا۔ پھر حضورؒ کی دعا کی برکت سے میرے ہاں چار لڑکے ہوئے حالانکہ لیڈی ڈاکٹروں نے کہا تھا کہ اس عورت سے اولاد ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

☆ ایک غانین خاتون کی اولاد پیدائش کے دو ہفتہ کے اندر فوت ہو جاتی تھی۔ اُس نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو دعا کے لئے لکھا تو جواباً حضورؒ نے تحریر فرمایا کہ بچے کا نام امۃ الحیٔ رکھنا۔ اُس نے ایسا ہی کیا اور جب بچی ایک سال کی ہوئی تو حضورؒ کی خدمت میں سارا واقعہ عرض کر کے تحریر کیا کہ بچی خدا کے فضل سے صحتمند اور ہشاش بشاش ہے۔

☆ ایک غانین چیف کو جب عیسائیت چھوڑ کر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے دست مبارک پر اسلام قبول کرنے کی توفیق ملی تو انہوں نے نرینہ اولاد کے لئے اپنی حسرت بیان کرتے ہوئے دعا کے لئے عرض کیا۔ اُن کی اہلیہ کا حمل کئی مرتبہ ضائع ہو چکا تھا۔ حضورؒ نے دعا کی اور اُنہیں لکھا کہ اللہ تعالیٰ میری اور اُن کی دعاؤں کو ضرور شرف قبولیت بخشے گا۔ چنانچہ کچھ مدّت بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں صحتمند بیٹے سے نوازا۔

☆ خلفاء کی دعاؤں کی قبولیت کے عمومی واقعات کے سلسلہ میں ایک واقعہ مکرم آغا محمد عبدالعزیز بشیر احمدی صاحب کے بارہ میں ہے جس میں اُن پر جعل سازی کا ایک جھوٹا مقدمہ قائم کیا گیا۔ بائیس شہادتیں اُن کے خلاف تھیں جن میں چار انگریز بھی تھے، مجسٹریٹ اتنا خلاف تھا کہ اُن کی ضمانت بھی منظور نہ کرتا تھا۔ جب نا امیدی بہت بڑھ گئی تو انہوں نے حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں حالات عرض کئے۔ فیصلے کے روز مجسٹریٹ نے یہاں تک کہہ دیا کہ اب سات سال قید بھگتنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ پھر اُس نے کئی دفعہ تعزیرات اٹھا کر پڑھی پھر ان سے کہنے لگا: مَیں تمہارے ساتھ کیا سلوک کروں؟ ان کے منہ سے نکلا: ’’جو خدا کو منظور ہو‘‘۔ یہ سنتے ہی مجسٹریٹ کے دل پر خدا تعالیٰ نے ایسا تصرّف فرمایا کہ اُس نے فیصلہ لکھتے ہوئے ان کو صاف بری قرار دیدیا۔

☆ مکرم کیپٹن نواب دین صاحب بیان کرتے ہیں کہ 1952ء میں مَیں کالا ایمونیشن ڈپو ضلع جہلم میں ایڈمنسٹریشن افسر متعین تھا تو ایک جھوٹے مقدمہ میں ملوث کر دیا گیا۔ مَیں نے حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں دعا کے لئے لکھا تو چند روز بعد عمومی رنگ میں جواب ملا: ’’دعا کی گئی‘‘۔ یہ پڑھ کر مَیں شدّت غم میں ڈوب گیا کیونکہ مقدمہ بہت سنگین تھا اور مَیں حضورؓ کی خاص دعا کا مستحق خود کو سمجھتا تھا۔ چنانچہ رات سونے سے پہلے ایک اَور خط لکھا جس میں حالات کی تصویر کشی کی۔ لکھتے لکھتے آنسو بھی بہہ نکلے جن میں سے دو چار خط پر گرے اور مَیں نے ان کا ذکر بھی خط میں ہی کر دیا۔ اُسی رات مجھے خواب میں مرحوم والد فتح الدین صاحب ملے اور مجھے کہنے لگے کہ ٹھہرو مَیں بھی تمہارے ساتھ ہی چلتا ہوں۔ مَیں نے اُسی وقت اپنی بیوی کو اٹھا کر بتا دیا کہ مجھے فتح کی خوشخبری دیدی گئی ہے۔ صبح حضورؓ کو رات والا خط بھی پوسٹ کر دیا۔ تین چار دن بعد جواب آیا: ’’اطمینان رکھو، مَیں نے دعا کی ہے۔ اللہ تمہاری حفاظت کرے گا‘‘۔ بعد میں یہ مقدمہ لمبا عرصہ چلتا رہا۔ آخر خدا نے ایسا فضل فرمایا کہ مقدمہ مجھ پر چلنے کی بجائے فریق مخالف پر چل پڑا اور جو شرارت کا بانی مبانی تھا اُسے یہ سزا ملی کہ میجر سے تنزّلی کر کے کیپٹن بنا دیا گیا۔

☆ محترم مولانا محمد صدیق امرتسری صاحب بیان کرتے ہیں کہ مَیں جون 1941ء میں سیرالیون کے شہر بلاما میں ریاست کے احمدی پیراماؤنٹ چیف لحائے بن یامین کے بنگلے میں مقیم تھا۔ ایک روز ایک صحتمند خوبرو نوجوان آیا اور کہنے لگا کہ آپ خلیفۃ المسیح کے نمائندہ ہیں اس لئے ایک اہم معاملہ لے کر آیا ہوں۔ میرے چچا احمدی چچا خلیلو گامانگا لاولد فوت ہو گئے ہیں۔ اُن کے بعد ریاست کی سربراہی کا حق میرا بنتا ہے کیونکہ اُن سے پہلے میرے والد پیراماؤنٹ چیف تھے۔ ڈیڑھ ماہ تک انتخاب ہونے والا ہے لیکن میرے مقابل نواب خاندانوں کے سات امیدوار بھی کھڑے ہیں جو مال، اثر اور عمر میں مجھ سے بڑے ہیں اور انگریزوں سے بھی اُن کے تعلقات ہیں۔ وہ موٹروں اور ٹرکوں میں پراپیگنڈہ کر رہے ہیں اور میرے پاس سائیکل بھی نہیں۔ گو بظاہر میری کامیابی کی کوئی صورت نہیں لیکن میری والدہ نے مجبور کیا ہے کہ مَیں بھی انتخاب میں کھڑا ہوں۔ اُن کا کہنا ہے کہ مَیں مسلمان ہوں اس لئے اللہ تعالیٰ میری مدد فرمائے گا۔

اُس نوجوان نے 1939ء میں عیسائیت سے تائب ہو کر احمدیت قبول کی تھی اور وہ اسلامی زندگی کا صحیح نمونہ پیش کرنے والے بن گئے تھے۔ مَیں نے انہیں حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں دعا کیلئے لکھنے کی تلقین کی اور یہ عہد کرنے کی بھی کہ سربراہ بننے کے بعد ساری ریاست کو مسلمان بنانے کی کوشش کریں گے، مرکز میں مسجد اور سکول تعمیر کریں گے اور چار سے زیادہ بیویاں نہیں رکھیں گے۔ انہوں نے سب احباب کے سامنے یہ عہد کیا تو مَیں نے حضورؓ کی خدمت میں خاص دعا کے لئے تار بھی دیا اور خط بھی لکھ دیا۔ اگرچہ اُن کی کامیابی کی کچھ بھی امید نہ تھی لیکن انتخاب سے ایک ہفتہ قبل حضورؓ کا جواب موصول ہوا کہ ’’ہم نے گامانگا صاحب کے لئے دعا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں کامیاب کرے گا۔ انہیں اطلاع دیدیں‘‘۔ چنانچہ جب اُنہیں یہ خط دیا گیا تو انہوں نے خوشی سے اُسی وقت سب میں اعلان کر دیا کہ وہ خلیفۂ وقت کو دی گئی بشارت کے مطابق کامیاب ہوں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

☆ مکرم عبدالوہاب احمد صاحب مبلغ تنزانیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شدید معاند یوسف ایمانی جو عرب تھا، وہ ایک روز میرے دفتر آیا اور چالیس ہزار شلنگ کی تھیلی اس تحریر کے ساتھ مجھے دی کہ یہ امانت ہے اور اگر چوری وغیرہ ہو گئی تو ذمہ داری میری نہیں ہوگی۔ اُس نے کہا کہ اگرچہ یہاں اسلامک کونسل کا دفتر بھی ہے لیکن مجھے جو اعتماد آپ پر ہے، اُن پر نہیں۔ پھر اُس نے اجازت لے کر ہماری مسجد میں نماز پڑھی اور چلا گیا۔ کچھ دن بعد پھر آیا اور کچھ پیسے لے کر بتانے لگا کہ مَیں وزیر داخلہ سے ملنے آیا ہوں، میرے دو بھائی جیل میں ہیں، اُن کی رہائی یا کم از کم سزا میں کمی کے لئے کوشش کرنے لگا ہوں۔ مَیں نے اُسے تسلّی دیتے ہوئے کہا کہ اللہ فضل کرے گا آپ دعا کریں۔ وہ کہنے لگا کہ خدا ہماری تو سنتا نہیں، آپ دعا کریں شاید آپ کی سن لے۔ مَیں نے اُسے اللہ تعالیٰ کی شان مجیب کے بارہ میں بتایا اور کہا کہ ہمارے امام کو بھی دعا کے لئے خط لکھیں۔ کہنے لگا کہ جن کو مَیں گالیاں دیتا ہوں، اُنہیں دعا کے لئے لکھوں؟ مَیں نے کہا کہ بے شک اب بھی اُنہیں خط میں گالیاں لکھ دو لیکن اُدھر سے دعا ہی ملے گی کیونکہ ہمیں یہی تعلیم دی گئی ہے۔ اس پر اُس نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو دعائیہ خط لکھا اور چلا گیا۔ چند دن گزرے تھے کہ وہ آیا اور بلند آواز سے بھائیوں کی رہائی کی خبر دی۔ پھر کہا کہ آپ کے امام کے لئے میرے دل میں نفرت کی جگہ محبت نے لے لی ہے۔ اور تین چیزوں نے میرے دل کی کایا پلٹ دی ہے۔ ایک یہ کہ اُس کی امانت کی حفاظت، دوسرے افریقن احمدیوں کی محبت اور تیسرے حضورؒ کی دعا کا معجزہ۔ پھر اُس نے اُسی وقت احمدیت قبول کر لی۔

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 1988ء کے جلسہ سالانہ انگلستان کے موقع پر بیان فرمایا کہ ایک پولیس ملازم نے احمدیت قبول کرنے کے بعد رشوت لینا بند کر دی تو پولیس افسران اُس کے خلاف ہو گئے۔ حتّٰی کہ ایک افسر نے اُس کا تبادلہ کروا دیا۔ یہ پریشان ہوئے کہ دوسری جگہ جہاں میرا گھر بھی نہیں ہوگا، وہاں معمولی تنخواہ میں گزارا کیسے ہوگا۔ چنانچہ انہوں نے مجھے دعا کے لئے لکھا۔ مَیں نے جواباً لکھا کہ آپ بالکل فکر نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی، مَیں دعا کر رہا ہوں۔

وہ ایک ہاتھ میں میرا خط پکڑے ایک چوراہے میں کھڑے تھے۔ دوسرے ہاتھ میں تبدیلی کے آرڈرز تھے۔ کبھی ایک خط کو دیکھتے کبھی دوسرے کو۔ اسی اثناء میں وہاں سے پولیس کے ایک اعلیٰ افسر کا گزر ہوا۔ اُس نے انہیں مغموم دیکھ کر وجہ پوچھی۔ انہوں نے بتایا کہ میری تبدیلی ہو گئی ہے اور مَیں چونکہ رشوت نہیں لیتا اس لئے میرے لئے مشکلات ہوں گی۔ اس پر اُس افسر نے وہیں ان کی تبدیلی کا حکم منسوخ کیا اور یہ آرڈر کیا کہ ان کو یہاں سے تبدیل نہیں کیا جائے گا۔

سہ ماہی ’’زینب‘‘ کا خلافت نمبر

لجنہ اماء اللہ ناروے کے سہ ماہی رسالہ ’’زینب‘‘ کا اپریل تا جون 2008ء کا شمارہ خلافت نمبر کے طور پر شائع ہوا ہے۔ A4 سائز کے 60 صفحات پر مشتمل اس رسالہ کا دو تہائی حصہ اردو اور باقی نارویجن زبان پر مشتمل ہے۔ اردو حصہ کے تقریباً تمام مضامین حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی سیرۃ اور سوانح کے حوالہ سے مرتب کئے گئے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی قبولیت دعا

لجنہ اماء اللہ ناروے کے سہ ماہی رسالہ ’’زینب‘‘ اپریل تا جون 2008ء میں مکرمہ طاہرہ زرتشت صاحبہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی قبولیت دعا کے چند واقعات بیان کرتی ہیں۔

1974ء کے فسادات حکومت وقت کی سرپرستی میں زور شور سے جاری تھے۔ اُنہی دنوں میری شادی ہوئی تھی اور مَیں اپنے سسرال میں مقیم تھی۔ میرے میاں (مکرم زرتشت منیر صاحب امیر جماعت احمدیہ ناروے)، والد اور بھائی تو اپنے دفاتر سے سیدھے جماعتی ڈیوٹیوں پر چلے جاتے اور گھر پر ہم تین عورتیں رہ رہی تھیں۔ حفاظت کا سامان دعاؤں کے سوا کچھ نہ تھا۔ ہم ہر وقت چوکس رہتیں، چھت پر جا کر ہیلمٹ پہن کر اور ڈنڈا ہاتھ میں لے کر پہرہ دیتیں۔ مرچوں کی پوٹلی ہر وقت پاس رہتی۔ مَیں حاملہ بھی تھی۔ دن رات دعاؤں اور قرآن کریم کی تلاوت میں گزرتا۔ اپنے دل کے خوف یا تو اپنے خدا سے بیان کرتی یا پھر ہر ہفتے حضورؒ کی خدمت میں خط کے ذریعہ اظہار کرتی۔ حضورؒ بہت تسلّی دیتے اور اکثر لکھتے کہ ’’غم نہ کرو، بس دعا کرتی رہو، خدا تعالیٰ خود حفاظت فرمائے گا، مَیں بھی دعا کر رہا ہوں‘‘۔ اِن جوابات سے بہت تسلّی ملتی۔ ایک رات قرآن کریم پڑھتے ہوئے مجھے اونگھ آئی اور مَیں نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعودؑ تشریف لاتے ہیں۔ نورانی سراپا...... میرے پاس آ کر کھڑے ہوئے، میرے سر پر پیار دیا اور اپنے ہاتھ میں پکڑا ہوا مضبوط عصا لہراتے ہوئے فرمایا: ’’کیوں غم کرتی ہو، خدا تمہاری حفاظت کر رہا ہے اور کسی کی طاقت نہیں کہ تمہارا کچھ بگاڑ سکے‘‘۔ پھر حضرت اقدسؑ نے مجھے دیسی گھی کی بھری ہوئی چاندی کی گڑوی جس پر درّثمین لکھا ہوا تھا اور چند نوٹ عنایت فرمائے۔ اس نظارہ کے بعد میری غم کی حالت سکون میں بدل گئی۔

مَیں نے مذکورہ خواب حضورؒ کی خدمت میں لکھ دی، میرے میاں نے ایک خط آئندہ ہونے والے بچہ کا نام رکھنے کا لکھا ہوا تھا۔ حضورؒ کا جواب آیا کہ ’’خواب بہت مبارک ہے اور بچہ کا نام مَیں نے کیا رکھنا ہے، وہ تو اللہ تعالیٰ نے رکھ دیا ہے۔ بیٹی ہوگی اور درّثمین نام رکھ دیں‘‘۔ اُن دنوں پیدائش سے پہلے یہ معلوم نہیں ہوتا تھا کہ بیٹا ہوگا یا بیٹی۔ دوسری طرف اُس دن کے بعد محلّہ میں ایک رعب قائم ہو گیا۔ مخالفین کہنے لگے کہ ہم نے مسلح لوگ باہر سے منگوائے ہوئے ہیں جو ہمارے گھر کا پہرہ دیتے ہیں۔

جب حالات کچھ بہتر ہوئے تو میرے میاں نے، جو گریڈ 16 کے حکومت پنجاب کے ملازم تھے، وفاقی حکومت کی دو آسامیوں کے لئے اپلائی کیا۔ ایک گریڈ 17 کی تھی اور دوسری گریڈ 18 کی۔ آپ نے حضورؒ کی خدمت میں صورتحال لکھ کر دعا کی درخواست کی کہ مجھے معلوم ہے کہ گریڈ 18 کے لئے میرا انتخاب نہیں ہوگا لیکن اس کے باوجود مَیں اپلائی کر رہا ہوں۔ آپ دعا کریں کہ خدا فضل فرمائے۔ حضورؒ کا جواب آیا: ’’اللہ تعالیٰ بہترین جگہ عطا فرمائے گا‘‘۔ یہ حضورؒ کی قبولیتِ دعا کا معجزہ ہی تھا کہ آپ کو گریڈ 17 کے لئے بلایا ہی نہیں گیا بلکہ گریڈ 18 کے لئے انٹرویو کیا گیا اور بے شمار لوگوں میں سے صرف آپ کا انتخاب عمل میں آیا جس کا تصور بھی نہیں تھا۔

جب میرے میاں کراچی میں تھے تو بیرون ملک ملازمت کے لئے بھجوائے جانے والی اہم پوسٹ پر تعینات تھے۔ بیرونِ ملک جانے والوں کے پاسپورٹ اور معاہدہ پر آپ کے دستخط اور مہر ہوتی تھی۔ آپ خدام الاحمدیہ کے قائد ضلع بھی تھے۔ اس لئے مخالفت بھی بہت تھی۔ جب ایک سال آپ اجتماع کے لئے ربوہ گئے تو مخالفین نے طوفان اٹھا دیا اور احمدیت دشمنی میں اتنے الزام لگا دیئے کہ ضیاء الحق کے ایک وزیر جو خود بھی احمدیوں کے سخت مخالف تھے، انہوں نے انکوائری بٹھا دی۔ ہم سب بہت پریشان تھے کہ چند دنوں میں ملازمت ختم ہو جائے گی۔ اُنہی دنوں حضورؒ کراچی تشریف لائے۔ سارے حالات حضورؒ کو لکھے ہوئے تھے۔ جب ہم ملاقات کے لئے گئے تو میرے میاں نے حضورؒ سے صرف جماعتی باتیں کیں اور اپنے بارہ میں کچھ عرض نہیں کی۔ اس پر مَیں نے عرض کیا کہ حضور! ان کے دفتر میں شدید مخالفت ہو رہی ہے، ساتھیوں کی طرف سے بھی اور باہر سے بھی اور وہ کہہ رہے ہیں کہ اس قادیانی کو نہیں رہنے دیں گے۔ حضورؒ نے میری بات سن کر بڑے رعب سے فرمایا: ’’تم اس کی فکر نہ کرو، اس کی تو پروموشن ہونے والی ہے‘‘۔ یہ ایسی بات تھی جس کا تصور بھی ممکن نہیں تھا۔ لیکن یہ بات لفظ بہ لفظ پوری ہوئی اور احمدیت کے مخالف وزیر کو جلد ہی وزارت سے فارغ کر دیا گیا اور انہوں نے چارج دیتے ہوئے جن فائلوں کو نبٹایا اُن میں زرتشت صاحب کی ڈائریکٹر کی حیثیت سے پروموشن کی منظوری بھی تھی۔

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

19th December 2008 – 25th December 2008

Please Note that programme and timings may change without prior notice All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 19th December 2008

00:05	Tilawat, Dars & MTA International News
01:05	Al Maaidah: a cookery programme teaching how to prepare 'Chicken Kiev'.
01:30	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 1st August 1996.
02:40	Huzoor's Tours: programme featuring Huzoor's visit to Ghana.
04:00	Tarjamatul Qur'an Class: recorded on 12th May 1998.
05:05	Moshaairah: an evening of poetry in celebration of the Khilafat Centenary.
06:05	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00	Live proceedings from Qadian, India.
07:30	Live Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V from Qadian, India.
08:30	Live proceedings from Qadian.
09:05	Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Recorded on 5th May 1995.
10:05	Indonesian Service
11:05	Seerat Sahaba Rasool (saw): discussion hosted by Hafiz Muzaffar Ahmad on the life and character of various companions of the Holy Prophet (saw).
11:35	Tilaawat & MTA News
12:25	Repeat of proceedings from Qadian, India.
13:00	Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, from Qadian, India. Followed by repeat of live proceedings from Qadian.
14:30	Dars-e-Hadith
14:45	Bengali Reply to Allegations: a Bengali discussion programme replying to various allegations made against the Ahmadiyya Jama'at.
15:40	Proceedings from Qadian, India [R]
16:10	Friday Sermon [R]
17:10	Proceedings from Qadian, India. [R]
17:45	Blessings of Khilafat: interviews with various individuals expressing their personal experiences relating to Khilafat.
18:30	Arabic Service: Repeat of live Arabic discussion programme about the true concepts of Islam, hosted by Muhammad Sharif.
20:35	MTA International News
21:05	Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, from Qadian, India. Followed by repeat of live proceedings from Qadian, India. [R]
23:05	Urdu Mulaqa'at: rec. on 5th May 1995.

Saturday 20th December 2008

00:10	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:20	Learning French
01:45	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 6th August 1996.
02:50	Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, from Qadian, India. Recorded on 19th December 2008. Followed by repeat of live proceedings from Qadian, India.
04:50	Blessings of Khilafat
05:25	MTA Travel: programme featuring a visit to San Francisco.
06:00	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00	Bustan-e-Waqfe Nau with Huzoor, recorded on 20th January 2008.
08:00	Ashab-e-Ahmad
08:35	Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, from Qadian, India.
09:35	Art Class with Wayne Clements: part 16.
10:05	Indonesian Service
11:00	French Service
11:00	Art Class with Wayne Clements: a programme teaching the basics of Oil painting.
12:10	Tilawat & MTA News
13:00	Bangla Shomprochar: variety of programmes in Bengali, including a discussion on Ahmadiyyat.
14:00	Intikhab-e-Sukhan: poem request programme.
15:00	Bustan-e-Waqfe Nau [R]
16:00	Moshaairah: an evening of poetry in celebration of the Khilafat Centenary.
16:50	Ashab-e-Ahmed
17:20	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 10th February 1984.
18:00	Art Class
18:35	Arabic Service
20:40	MTA International News
21:10	Bustan-e-Waqfe Nau [R]
22:10	Moshaairah: an evening of poetry [R]
23:05	Friday Sermon [R]

Sunday 21st December 2008

00:10	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:30	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 7th August 1996.
02:30	Ashab-e-Ahmad
02:55	Friday Sermon, recorded on 19/12/2008.
03:55	Moshaairah: an evening of poetry
04:45	Question and Answer Session
05:30	Art Class with Wayne Clements
06:00	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:05	Children's class with Huzoor recorded on 26th January 2008.
08:00	Life of Hadhrat Mirza Nasir, Khalifatul Masih III (ra).
09:05	Huzoor's Tours: programme documenting Huzoor's visit to Ghana.
10:00	Indonesian Service
11:05	Spanish Service: Spanish translation of Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 19th October 2007.
12:00	Tilawat & MTA News
12:50	Bangla Shomprochar
13:55	Friday Sermon
15:00	Children's Class with Huzoor recorded on 26th January 2008. [R]
16:00	Life Of Hadhrat Khalifatul Masih III (ra) [R]
17:10	Question and Answer Session: Recorded on 29th June 1996.
18:30	Arabic Service
20:30	MTA International News
21:05	Children's class with Huzoor recorded on 26th January 2008. [R]
22:00	Medical Matters
22:25	Huzoor's Tours
23:25	Independence Day Seminar

Monday 22nd December 2008

00:00	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:00	Medical Matters
01:30	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 8th August 1996.
02:35	Friday Sermon
03:45	Learning Arabic: lesson no. 26.
04:15	Life Of Hadhrat Khalifatul Masih III (ra)
05:25	Independence Day Seminar
06:00	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class with Huzoor. Recorded on 27th January 2008.
08:00	Le Francais C'est Facile: lesson no. 16.
08:25	Jalsa Salana Speeches: an Urdu speech delivered by M Nasir Kairala.
09:00	French service with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and French speaking friends. Recorded on 10th August 1998.
10:00	Indonesian Service: Friday sermon, recorded on 17th October 2008.
11:15	Medical Matters
11:55	Tilawat & MTA News
12:55	Bangla Shomprochar
13:55	Friday Sermon
14:55	Jalsa Salana Speeches: an Urdu speech delivered by M Nasir Kairala. [R]
15:25	Medical Matters
16:05	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class with Huzoor. Recorded on 27th January 2008. [R]`
17:25	French Mulaqa'at
18:30	Arabic Service
19:30	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 14th August 1996.
20:35	MTA International News
21:05	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class with Huzoor. Recorded on 27th January 2008. [R]`
22:20	Friday Sermon [R]
23:15	Spotlight [R]

Tuesday 23rd December 2008

00:00	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:00	Le Francais C'est Facile: lesson no. 16.
01:30	Liqaa Ma'al Arab
02:30	Friday Sermon: rec. on 28th December 2007.
03:35	French Mulaqa'at: rec. on 10/08/1998.
04:45	Medical Matters
05:25	Spotlight
06:00	Tilawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
06:55	Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor, recorded on 26th March 2005.
08:10	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 2nd November 1996.
09:35	Our Life
10:35	Indonesian Service
11:35	Sindhi Service
12:00	Tilawat, Dars & MTA News
13:20	Bangla Shomprochar
14:20	Jalsa Salana UK 2007: Concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 29th July 2007.
15:50	Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor, recorded on 26th March 2005.
17:00	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 2nd November 1996.
18:05	MTA Travel
18:30	Arabic Service
19:30	Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon, recorded on 12th December 2008.
20:30	MTA International News
21:00	Bustan-e-Waqfe Nau [R]
22:00	Jalsa Salana UK 2007
23:05	MTA Travel

Wednesday 24th December 2008

00:00	Tilawat, Dars & MTA News
00:50	Learning Arabic: lesson no. 18.
00:40	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests.
02:40	Our Life
03:45	Question and Answer Session
04:30	Jalsa Salana UK 2007: Concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 29th July 2007.
06:00	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:20	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class with Huzoor recorded on 27th March 2005.
08:30	Khilafat Centenary
09:35	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 17th November 1996.
10:00	Indonesian Service
11:00	Swahili Muzakarah
12:00	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:00	Bangla Shomprochar
14:05	From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), recorded on 28th November 1986.
15:00	Jalsa Salana speeches: speech delivered by Atta-ul Mujeeb Rashid, recorded on 26th July 1997.
16:15	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class with Huzoor recorded on 27th March 2005. [R]
17:55	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 17th November 1996.
18:30	Arabic Service
19:50	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests.
20:50	MTA International News
21:25	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class with Huzoor recorded on 27th March 2005. [R]
22:25	Jalsa Salana Speeches [R]
23:45	Lajna Magazine
23:45	From the Archives [R]

Thursday 25th December 2008

00:00	Tilawat & MTA News Review
01:15	Hamaari Kaenaat: a series of programmes about the Universe.
02:10	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests.
03:10	Jalsa Khilafat Centenary: a talk about the divine blessings of Khilafat.
04:10	From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), recorded on 28th November 1986.
05:10	Art Class
05:30	Jalsa Salana Speeches
06:05	Tilawat, Dars & MTA News
06:45	Children's Class with Huzoor, recorded on 2nd April 2005.
07:50	English Mulaqa'at: Rec. on 5th February 1994.
08:40	Al Maaidah: a cookery programme
09:00	Live proceedings from Qadian.
11:05	Khilafat Centenary Exhibition
11:45	Pushto Service
12:05	Tilaawat & MTA News
13:00	Bangla Shomprochar
14:10	Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Rec. 13/05/1998.
15:15	Khilafat Centenary Exhibition.
16:05	English Mulaqa'at [R]
16:55	Huzoor's Tours
18:05	Al Maaidah: a cookery programme
18:30	Arabic Service
20:35	MTA International News
21:10	Tarjamatul Qur'an Class [R]
22:15	Khilafat Centenary Exhibition [R]
22:55	Children's Class [R]

***Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 GMT & 17:00 GMT**

Al Fazl International Weekly, London

22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 15 | Friday 05 December, 2008 | Issue No. 49

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا

برطانیہ کی مختلف جماعتوں کا دورہ اور مساجد و مراکز کا افتتاح

سکنتھورپ میں حضور انور کا قیام۔ احباب جماعت نے حضور انور سے ملاقات کرکے آپ کی قربت سے خوب فیض پایا۔

(سال 2008ء میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے مختلف ممالک کے سفروں کے دوران متعدد مساجد و مراکز کے افتتاح کا اجمالی تذکرہ)

(رپورٹ مرتبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر)

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کا یہ سال 2008ء انتہائی تاریخ ساز اور غیر معمولی اہمیت کا حامل سال ہے جو اپنے اندر لا انتہاء برکتیں لئے ہوئے ہے اور ہر آنے والا دن پہلے سے بڑھ کر کامیابیوں کے ساتھ طلوع ہو رہا ہے۔ عظیم الشان فتوحات کے دروازے کھل رہے ہیں اور ہر سُو، ملک ملک، قریہ قریہ ایک انقلاب برپا ہے۔ احمدیت کا پیغام جس شان سے اور جس تیزی سے دنیا بھر کے پرنٹ میڈیا اور الکٹرانک میڈیا کے ذریعہ دنیا کے کونے کونے میں پہنچ رہا ہے اس روئے زمین پر پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا اور انسانی آنکھ نے ایسے نظارے پہلے کبھی نہیں دیکھے۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس سال خصوصیت کے ساتھ خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کے جلسوں میں بنفس نفیس شمولیت کے لئے مختلف ممالک کے سفر اختیار فرمائے اور جہاں ان ممالک کے سالانہ جلسوں میں شمولیت فرمائی وہاں وقت کی مناسبت سے بعض مساجد کا افتتاح بھی فرمایا۔

اپریل 2008ء میں حضور انور نے گھانا، نائیجیریا اور بینن کے ممالک کا سفر اختیار فرمایا۔ ان ممالک کے تاریخ ساز جلسوں میں شمولیت کے علاوہ گھانا میں احمدیہ سیکنڈری سکول پوسٹن کی مسجد کا افتتاح فرمایا۔ نائیجیریا میں حضور انور نے ملک کے دارالحکومت ابوجہ (Abuja) میں جماعت کی وسیع و عریض مرکزی مسجد ''مسجد مبارک'' کا افتتاح فرمایا۔ نیز دوران سفر 'ابادان' (Abadan) اور Ipokia کی جماعتوں میں دو مساجد کا افتتاح فرمایا۔ پھر تیسرے ملک بینن میں پورٹونوو (Portonovo) میں جماعت کی مرکزی مسجد ''مسجد المہدی'' کا افتتاح فرمایا۔

اسی سال جون اور جولائی میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے امریکہ اور کینیڈا کا دورہ فرمایا۔ اور دونوں ممالک کے تاریخ ساز جلسوں میں شرکت فرمائی۔ واشنگٹن امریکہ کی مرکزی مسجد ''مسجد بیت الرحمٰن'' کی توسیع کا معائنہ فرمایا اور کیلگری کینیڈا میں شمالی امریکہ کی سب سے بڑی مسجد ''مسجد نور'' کا افتتاح فرمایا جس میں ملک کینیڈا کے وزیر اعظم نے بھی شرکت کی اور اس افتتاحی تقریب کو دنیا بھر کے میڈیا نے جس رنگ میں Cover کیا اس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔

پھر اسی سال اگست 2008ء میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جرمنی کے جلسہ سالانہ میں شرکت فرمائی اور اپنے اس سفر کے دوران Stade، Hannopver، Vei der Strdt اور Radgau کے مقام پر نئی تعمیر ہونے والی چار مساجد کا افتتاح فرمایا۔

پھر قریباً ایک ماہ بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرانس، ہالینڈ، جرمنی اور بیلجیئم کے ممالک کا سفر اختیار فرمایا۔

فرانس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرانس کی سرزمین میں تعمیر ہونے والی پہلی احمدیہ مسجد ''مسجد مبارک'' کا افتتاح فرمایا۔ اس مسجد کی افتتاحی تقریب کا چرچا الیکٹرانک میڈیا کے ذریعہ دنیا بھر میں ہوا اور خصوصاً دنیا کے فرنچ ممالک میں میڈیا کئی روز تک اس مسجد کے افتتاح کی خبریں دیتا رہا۔

ہالینڈ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جہاں ان کے جلسہ سالانہ میں شرکت فرمائی وہاں ہالینڈ کے شہر ایمسٹرڈم میں خریدے جانے والے جماعتی سینٹر ''بیت المحمود'' کا بھی معائنہ فرمایا۔

پھر حضور نے برلن (جرمنی) کا تاریخ ساز سفر اختیار فرمایا اور سابقہ مشرقی جرمنی میں برلن شہر میں تعمیر ہونے والی پہلی احمدیہ مسجد ''مسجد خدیجہ'' کا افتتاح فرمایا۔ مسجد کے افتتاح کی اس تقریب نے دنیا بھر کے پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا میں جگہ لی اور ملک ملک، شہر شہر، گاؤں گاؤں اس مسجد کی تعمیر کا اس قدر چرچا ہوا کہ شاید ہی دنیا میں کسی مسجد کی تعمیر کو اتنی شہرت ملی ہو۔ پھر بیلجیئم میں حضور انور نے مجلس انصار اللہ بیلجیئم کے سالانہ اجتماع سے اختتامی خطاب فرمایا۔

جہاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیرونی ممالک کے سفر فرمائے وہاں اسی تاریخی سال میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے برطانیہ میں اندرون ملک مختلف جماعتوں میں نئی تعمیر ہونے والی مساجد اور جماعتی سینٹرز کے افتتاح کے لئے سفر اختیار فرمایا جس کی مختصر رپورٹ ہدیۂ قارئین ہے۔

5 نومبر 2008ء بروز جمعرات:

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے اس سفر پر 5 نومبر 2008ء بروز بدھ روانہ ہوئے۔ پروگرام کے مطابق پونے تین بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے۔ احباب مرد و خواتین اپنے پیارے آقا کو الوداع کہنے کے لئے جمع تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور دعا کروائی اور پانچ گاڑیوں پر مشتمل یہ قافلہ برطانیہ کے شمال مشرق میں آباد شہر Scunthorpe کے لئے روانہ ہوا۔ لندن سے اس شہر کا فیصلہ 199 میل ہے۔ ٹریفک رش کی وجہ سے سفر میں زیادہ وقت لگا اور رات قریباً پونے آٹھ بجے صدر جماعت Scunthorpe ڈاکٹر مظفر احمد صاحب کے گھر آمد ہوئی۔ یہاں حضور انور کا قیام ڈاکٹر مظفر صاحب کے گھر پر تھا۔ نماز مغرب و عشاء کی ادائیگی کا انتظام بھی رہائشگاہ پر ہی کیا گیا تھا۔ سوا آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تشریف لاکر نماز مغرب و عشاء جمع کرکے پڑھائیں۔

پرفضا مقام پر آباد Scunthorpe کا یہ شہر 92 ہزار سے زائد نفوس کو سموئے ہوئے ہے۔ یہاں جماعت کا باقاعدہ قیام 1998ء میں ہوا اور ڈاکٹر مظفر احمد صاحب ہی اس کے پہلے صدر بنے۔ یہاں کی جماعت زیادہ تر ڈاکٹر احباب پر مشتمل ہے۔ سال 2001-02 میں یہاں کی مقامی جماعت نے اپنے طور پر فنڈ زاکٹھے کرکے قریباً ایک لاکھ پاؤنڈ کی لاگت سے ایک عمارت بطور جماعتی سینٹر خریدی جس کا نام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ''بیت الاسلام'' رکھا۔

یہ جماعتی سینٹر Kings Way Park کے علاقہ میں ہے اور قدرے بلندی پر ہونے کی وجہ سے سامنے کی مین سڑک سے ہر گزرنے والے کو دور سے نظر آتا ہے۔ اس سینٹر میں نماز کے لئے مردوں اور خواتین کے لئے علیحدہ علیحدہ ہال ہیں۔ اس کے علاوہ دو دفاتر اور لائبریری ہے۔ جماعتی کچن کی سہولت بھی حاصل ہے۔

یہاں پر لوکل BBC-TV نے اس سال رمضان المبارک کے حوالہ سے ایک ڈاکومنٹری پروگرام تیار کیا تھا جس میں جماعت کے اس سینٹر میں اذان دیتے ہوئے، نماز پڑھتے ہوئے اور اعتکاف بیٹھے دکھایا تھا۔ اس طرح لوکل ٹی وی پر جماعت کا پیغام اس سارے علاقہ میں پہنچا اور اس جماعتی سینٹر کا تعارف ہوا۔

6 نومبر 2008ء بروز جمعرات:

صبح چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پروگرام کے مطابق جو حصہ نماز کے لئے تیار کیا گیا تھا وہاں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ قریبی علاقوں میں رہائش پذیر احباب بھی نماز میں شامل ہوئے۔

صبح حضور انور نے دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروفیت رہی۔

ایک بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تشریف لاکر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائی۔ پچھلے پہر بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

سات بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور پروگرام کے مطابق جماعتی سینٹر ''بیت الاسلام'' کے لئے روانگی ہوئی۔ سوا سات بجے حضور انور ''بیت لاسلام'' پہنچے، جہاں حضور انور نے مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور نے احباب کا حال دریافت فرمایا اور سبھی نے باری باری حضور انور سے شرف مصافحہ حاصل کیا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔ حضور انور کچھ دیر کے لئے خواتین کے حصہ کی طرف بھی تشریف لے گئے جہاں خواتین نے شرف زیارت حاصل کیا۔ آخر پر احباب نے حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ اجتماعی تصویر کی سعادت پائی۔ حضور انور نے خصوصاً نوجوانوں سے ان کی تعلیم کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ بعضوں نے بتایا کہ وہ یونیورسٹی کے آخری سال میں ہیں۔ لاہور پاکستان سے آنے والے ایک نوجوان نے بتایا کہ وہ IT میں مزید تعلیم کے حصول کے لئے آئے ہیں۔

اجتماعی تصویر کے بعد حضور انور مشن ہاؤس سے باہر تشریف لے آئے اور نئے تیار ہونے والے سپورٹس ہال کا معائنہ فرمایا۔ کار گیراج کو بعض تبدیلیوں کے ساتھ سپورٹس ہال میں تبدیل کیا گیا ہے۔

آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واپس اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔

(باقی آئندہ)